عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوت

جلد نمبر ۱۹ | ۸ تا ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۸ تا ۱۴ ستمبر ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۱۶

قادیانیت سے اسلام تک

ربّ نواز (ائرکموڈور) کی روئیداد

علم و آگہی

قرآنی تعلیمات اور سائنسی حقائق کی روشنی میں

کاؤس جی ہوش کے ناخن لیں!

پندرھویں توحید وسُنّت کانفرنس میں علمائے کرام کے خطابات

برصغیر پاک وہند کی آزادی میں عُلمائے کرام کا مُجاھدانہ کردار

قیمت: ۵ روپے

سینما دیکھنے والے کی امامت :

س..... جو شخص سینما میں جاکر فلم دیکھتا ہو، ٹیلیویژن پر ناچ گانے بھی دیکھتا ہو، ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ پر گانے اور موسیقی بھی سنتا ہو اور مسجد میں امامت بھی کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج..... ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اس کو امام نہ بنایا جائے۔

ٹی وی دیکھنے، گانا سننے والے کے پیچھے نماز :

س..... جو مولوی، قاضی یا امام مسجد ٹی وی دیکھنے اور گانا سننے کا مشتاق ہو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

ج..... جو شخص ٹی وی دیکھتا اور گانا سنتا ہو وہ فاسق ہے اس کو امامت سے ہٹادیا جائے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

شراب پینے والے کی اقتدا اور جماعت کا ترک کرنا :

س..... میں نے ایک شخص کو شراب پیتے ہوئے بذات خود دیکھا ہے اور ایک دفعہ اتفاق سے اس شخص کو باجماعت نماز کی امامت کرتے ہوئے پایا اس صورت میں اس کے پیچھے جماعت سے نماز ادا کروں یا نماز الگ پڑھوں؟ باجماعت نماز کی حیثیت کیا ہے واجب ہے یا سنت ہے؟

ج..... ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو فاسق ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، مگر تنہا پڑھنے سے بہتر ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔ کبھی اتفاقاً جماعت نہ مل سکے تو خیر، ورنہ جماعت چھوڑنے کی عادت بنالینا گناہ کبیرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بہت وعیدیں فرمائی ہیں، اور اس کو منافقوں کی علامت فرمایا ہے۔ علامہ حلبیؒ شرح (منیہ ص ۵۰۹) میں لکھتے ہیں : "احکام اس کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ جو شخص بلاعذر جماعت چھوڑدے وہ لائق تعزیر ہے اور اس کی شہادت مردود ہے۔ اور اگر اس کے ہمسائے اس پر سکوت کریں تو وہ بھی گناہ گار ہوں گے۔"

رشوت خور کو امام بنانا درست نہیں :

س..... اگر کوئی امام مسجد رشوت لیتا ہو تو اس کی اقتداً میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

ج..... رشوت لینا کبیرہ گناہ ہے اس کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

کیا امام سنت مؤکدہ پڑھے بغیر امامت کرواسکتا ہے :

س..... بعض اوقات امام صاحب دیر سے آتے ہیں اور جماعت کا وقت ہوجاتا ہے جب ان سے جماعت کا کہتے ہیں تو پہلے سنت ادا کرتے ہیں پھر امامت کرتے ہیں کیا امام کے لئے ضروری ہے کہ خواہ وقت ہو جائے وہ سنت نماز ضرور ادا کریں؟ کیا وہ بعد میں سنت ادا نہیں کرسکتے؟ ان دونوں مسائل کا جواب دیتے ہوئے پیش نظر رہے کہ ہم کارخانے کے کارکنان ہیں، اس لئے ڈیوٹی کے وقت کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔

ج..... امام نے سنتیں نہ پڑھی ہوں تب بھی وہ جماعت کرواسکتا ہے۔ امام صاحب کو چاہئے کہ سنتوں سے پہلے فارغ ہونے کا اہتمام کیا کریں اور اگر کبھی امام پہلے فارغ نہ ہوسکے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ امام کو سنتوں کا موقع دے دیا کریں، لیکن اگر کارکنوں کی مشغولی کی وجہ سے وقت کم ہو تو امام فرض پڑھانے کے بعد سنت پڑھے۔

اقامت کے وقت امام لوگوں کو سیدھا کرسکتا ہے :

س..... ہمارے ہاں مسجد میں جب نماز پڑھنے سے پہلے اقامت تکبیر پڑھتے ہیں تو امام صاحب نمازیوں کو کہتے ہیں کہ آپ یہاں کھڑے ہوں اور آپ وہاں کھڑے ہوں۔ امام صاحب کو یہاں پر کیا حکم آیا ہے کیا امام صاحب کو خاموش کھڑے رہنا چاہئے یا نمازیوں کو ہدایت دینا جائز ہے؟

ج..... اگر نمازی آگے پیچھے ہوں یا صف میں جگہ خالی ہو تو امام کو ہدایت کرنی چاہئے۔

امام اور مقتدی کی نماز میں فرق :

س..... مقتدی اور امام کی نماز میں خاص فرق کیا ہے؟ وہ کون کون سی عبادتیں ہیں جو آدمی اکیلا پڑھتا ہے اور اگر امام بن جائے تو نہ پڑھے؟

ج..... اکیلے کی نماز اور امام کی نماز میں تو کوئی فرق نہیں البتہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہیں کرے گا، باقی تمام ارکان اور دعائیں پڑھے گا۔

کیا امام مقتدیوں کی نیت کرے گا :

س..... مقتدی حضرات باجماعت نماز میں یہ کہتے ہیں کہ پیچھے اس امام صاحب کے لیکن امام صاحب جب مقتدیوں کے آگے مصلیٰ پر ہوتے ہیں کیا ان کو بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ آگے ان مقتدیوں کے۔ اس بارے میں تفصیل سے بتائیں؟

ج..... زبان سے کہنے کی ضرورت تو مقتدیوں کو بھی نہیں۔ صرف یہ نیت کرنا کافی ہے کہ میں اکیلے نماز نہیں پڑھ رہا، امام کے ساتھ پڑھ رہا ہوں۔ امام کو بھی یہ نیت کرنی چاہئے کہ میں دوسروں کی امامت کر رہا ہوں۔ تاہم اگر وہ نیت نہ کرے تب بھی اقتداً صحیح ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

۸ تا ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۸ تا ۱۴ ستمبر ۲۰۰۰ء

جلد: ۱۹

شمارہ: ۱۶

سرپرست اعلیٰ:
حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم

سرپرست:
حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ:
مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر:
مولانا اللہ وسایا

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوزنگ: محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

۷ / ستمبر کا تاریخی دن مرزا طاہر اور قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی یاد دلاتا رہے گا.....(اداریہ) 4
صراط مستقیم قرآن کریم کی روشنی میں.....(مولانا مفتی محمد جمیل خان) 6
شان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم.....(جناب عبدالرزاق جاگڑا) 8
قادیانیت سے اسلام تک..... رب نواز ایئر کموڈور.....(جناب محمد متین خالد) 9
برصغیر پاک و ہند کی آزادی میں علماء کرام کا مجاہدانہ کردار.....(سید امتیاز جعفری) 13
علم و آگہی قرآنی تعلیمات اور سائنسی حقائق کی روشنی میں.....(مولانا محمد اشرف کھوکھر) 18
قادیانی امت کا گھناؤنا کردار.....(جناب راؤ شمشیر علی خان) 21
چودھویں توحید و سنت کانفرنس میں علماء کرام کے خطاب.....(ابو مریم) 23
اخبار ختم نبوت..... 25

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک
زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۵ روپے سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
چیک و ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بنک پرانی نمائش اکاؤنٹ ۱۹۹۹
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

(اداریہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا طاہر کے بلند وبانگ دعوے اور حقیقتِ حال (چھٹی اور آخری قسط)

۱۹۸۴ء کا امتناع قادیانیت آرڈی نینس مرزا طاہر کے منہ پر طمانچہ

مرزا طاہر کے خواب خاک میں مل گئے اور وہ لندن فرار ہو کر اپنے آقا کے چرنوں میں بیٹھ گیا

۷/ستمبر کا تاریخی دن مرزا طاہر اور قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا احساس دلاتا رہے گا

اگست ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں جرح کے دوران مرزا ناصر کو مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں جو ذلت اٹھانی پڑی اور اس کے اپنے دعوؤں کے مطابق علماً کرام کو ذلت کے بجائے عروج حاصل ہوا اور قادیانی روز بروز تحت الثریٰ میں گرتے گئے اور ۷/ستمبر کے تاریخی دن جس طرح امت مسلمہ سرخرو ہوئی اور پوری دنیا کے ایک ارب دس کروڑ مسلمانوں کے سامنے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور علماً کرام کو فتح نصیب ہوئی اور قومی اسمبلی میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مفتی محمودؒ، شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحقؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے سامنے اعلان ہوا کہ مرزا ناصر اور اس کی ذریت اور اس سے پہلے مرزا بشیر الدین محمود، مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت غیر مسلم ہے اور آئندہ بھی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، مصلح، بزرگ، مجدد تسلیم کرے گا وہ کافر ہوگا تو مرزا ناصر کو ایسا روگ لگا کہ وہ ۱۹۸۲ء میں اپنے زخموں کو چاٹتا ہوا اس جہاں سے رخصت ہوا اور اس کے بلند وبانگ دعوے اس کے سامنے ایک ایک کر کے جھوٹے ثابت ہوتے رہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اس کا جھوٹ پختہ ہوتا جارہا تھا۔ اس کی موت کے بعد مرزا رفیع کو خلیفہ نامزد ہونا تھا کیونکہ پوری قادیانی برادری نے اس کو خلیفہ بنانے کا عندیہ دیا تھا مگر الفرقان فورس کے غنڈوں کی مدد سے مرزا طاہر نے مرزا رفیع کو کھڈے لائن لگادیا اور خلافت پر اس طرح قابض ہو گیا جس طرح اس کا دادا مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کے منصب پر فائز ہونے کی کوشش کرتا رہا اور مسلمان اس کو مسترد کرتے رہے۔ بہر حال مرزا طاہر نے آتے ہی غنڈہ گردی شروع کی اور اعلان کیا کہ ہم قادیانیوں سے متعلق ترامیم کو تسلیم نہیں کرتے اور اس آئین کو نہیں مانتے جو آئین ہمیں مسلمان تسلیم نہیں کرتا، اس نے اعلان کیا کہ ہم آئندہ سے اپنے کو مسلمان کہیں گے، اپنی عبادت گاہیں مسجد کی شکل میں بنائیں گے، کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ کو اپنے سینوں، اپنے گھروں اور دکانوں پر آویزاں کریں گے، مرزا طاہر نے اپنی طاقت، اپنے اسلحہ اور اپنی کلیدی آسامیوں پر فائز افسروں کی طاقت کے بل بوتے پر بڑے بلند وبانگ دعوے کئے کہ ہمیں ان عزائم سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اس کی طاقت کے نشہ سے متاثر ہو کر قادیانی خم ٹھونک کر میدان میں آئے اور کلمہ طیبہ کی توہین کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کے بیج چسپاں کرتے ہوئے بازاروں میں گھومنے لگے۔

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اعلان کیا کہ مرزائی کلمہ آویزاں کر کے کلمہ طیبہ کی توہین کر رہے ہیں حکومت روکے ورنہ مرزا طاہر کی شامت آئی ہے تو ہم خود روکیں گے۔ کوئٹہ میں علماً کرام نے قادیانی پکڑے، عدالت میں لے گئے، سزا سنائی اور مرزا طاہر کو پہلی شکست سامنے آئی۔ اس پر بھی مرزا طاہر کو چین نہیں آیا تو شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے مارشل لاء کے باوجود اعلان کیا کہ اگر مرزائیوں کو شعائر اسلام استعمال کرنے سے نہ

ختم نبوۃ

روکااور قانون نہ بنایا تو تحریک چلائیں گے۔ مجلس عمل کا قیام عمل میں آیا، تمام مذہبی جماعتوں نے ساتھ دیااور مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے اعلان پر اسلام آباد میں دھرنے کا اعلان ہوا۔ مولانا فضل الرحمٰن قیادت کے لئے پہنچ گئے۔ جنرل ضیاالحق مرحوم کو تسلیم کرنا پڑااور امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوااور مرزا طاہر کے تمام دعوے زمین بوس ہو گئے۔ بقول مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ :

"مرزا طاہر جو اس سے ایک دن قبل تک بہت اچھلتا کودتا اور بیان بازی کر رہا تھااور کہہ رہا تھا کہ ہم اب طاقت کا زور دکھائیں گے ایسا زمین بوس ہوا، اور آرڈی نینس پڑھتے ہی ایسی ہوا اکھڑی کہ جمعہ کے دن اپنی مرکزی مجلس اور خلافت گاہ پہنچ کر منبر پر بیٹھااور روتا رہا کہ ایک لفظ نہیں بولا۔ اس سے کوئی پوچھتا کہ کہاں گئی تمہاری سچائی اور حقیقت اور کہاں گئے تمہارے دعوے ؟ اگر تم اور غلام احمد قادیانی سچا ہے تو پھر کیوں ڈرتے ہو، کیا حضرت بلال حبشیؓ نے احد احد کی صدائیں بلند نہیں کیں ؟ کیا صدیق اکبرؓ کو جان سے مارنے کی کوشش نہیں ہوئی ؟ معلوم ہوتا ہے کہ سچ تمہارے قریب سے نہیں گزرا اور پھر دنیا نے بزدلی کا اعلیٰ ترین منظر دیکھا کہ پاکستان پر حکومت کرنے کا خواب دیکھنے والا قادیانی اسٹیٹ بنانے کا دعویدار، راتوں رات چھپ کر نکلا اور سیدھا جا کر اپنے آقاؤں کے چرنوں میں لندن جا کر بیٹھ گیا۔"

"حق غالب آیا اور باطل مٹ گیا"

اس وقت سے لے کر آج تک مرزا طاہر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جھوٹے پیغمبر کے جھوٹے دعویدار کبھی برطانیہ کبھی جرمنی، کبھی فرانس سے جھوٹ بول بول کر سیاسی پناہیں طلب کر رہے ہیں اور اس کو مرزا طاہر اپنی حقانیت اور فتح سمجھ رہا ہے۔ مرزا طاہر سے کوئی پوچھے کہ کیا یہی کامیابی ہے کہ انگریزوں کے چرنوں میں جا کر بس جاؤ ؟ مرزا طاہر گزشتہ پندرہ سولہ سال سے اسی طرح دعویٰ کر رہا ہے، مباہلہ کا چیلنج دیا اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اور دیگر علماکرام نے جواب دیا تو راہ فرار اختیار کر لی، گزشتہ پانچ رمضان سے مرزا طاہر اور اس کے پیروکار پورے پورے رمضان المبارک میں دن، رات بددعائیں کر رہے ہیں کہ پاکستان کے علماکرام مر جائیں، انجام کو پہنچیں اور پاکستان تباہ ہو جائے، مگر مرزا صاحب خون کے آنسو روتے ہیں مگر ہر چیز اپنی جگہ باقی ہے۔ اس دفعہ سنا کہ مرزا صاحب نے اس طرح کے اور دعوے کئے ہیں مگر ۷ ستمبر کا تاریخی دن، ۱۹۸۴ء کا آرڈی نینس اور دنیا بھر کے ایک ارب بیس کروڑ مسلمان لاکھوں مساجد، ہزاروں دینی مدارس اور لاکھوں علماکرام کی تعداد مرزا طاہر کے ان دعووں کو باطل کرتے رہیں گے اور وہ غیر مسلموں کی طرح ہر جگہ ذلت وخواری کے ساتھ رہیں گے، کیونکہ یہودیوں کی طرح قادیانیوں کے لئے بھی ذلت لکھ دی گئی ہے۔

کاؤس جی...... ہوش کے ناخن لیں!

جمعیت جانثاران اسلام کے تحت آل پارٹیز کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ اس شمارہ میں شائع ہو رہی ہے اس کے ذیل میں ہم حکومت سندھ اور پاکستان سے یہ مطالبہ کرنے میں حق جانب ہیں کہ اردشیر کاؤس جی کے انگریزی کالم جو اسلام، پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف زہر سے بھرے ہوئے ہیں۔ جس میں شعائر اسلام کی توہین کی جاتی ہے اور مسلمانوں کا تمسخر کیا جاتا ہے، شہری تنظیم کے نام سے مساجد کی تعمیر روکی جاتی ہے، اس سلسلہ کو بند کرائے اور کاؤس جی کو لگام دے ورنہ مسلمان خود اس کو لگام دینے پر مجبور ہوں گے، جس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ ہم کاؤس جی پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ وہ حکمرانوں کے خلاف جو بکواس کریں ان کی مرضی، لیکن اسلام یا اسلامی قوانین یا اسلامی دفعات سے متعلق ان کو ہرزہ سرائی کی اجازت نہیں دی جا سکتی، مسلمانوں کے خلاف بکواس کرنا مسلمانوں کی غیرت کو للکارنا ہے۔ ہم کاؤس جی سے کہیں گے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں ملک وملت اسلامیہ کے خلاف ہرزہ سرائی بند کریں، علماکرام صبر وتحمل کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو اس سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں، اور پاکستانی قوم سے معافی مانگتے ہوئے آئندہ اسلام سے اور اہل اسلام کی ہرزہ سرائی سے باز رہیں۔

مولانا مفتی محمد جمیل خان

صراط مستقیم قرآن کریم کی روشنی میں

حضرت نوح علیہ السلام کا توحید کی دعوت دینا :

سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۹ :

ترجمہ : "ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے (ان سے) کہا اے میری برادری کے لوگو! خدا کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا (بہت ہی) ڈر ہے۔"

تشریح : حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سب سے بڑے اور مشہور پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے ۱۲۶ سال بعد آپ پیدا ہوئے اور پچاس سال کی عمر میں پیغمبری ملی، حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کے وارث کچھ وقت تو توحید پر قائم رہے مگر اس کے بعد شرک کی شروعات اس طرح سے ہوئی کہ کچھ نیک اور خدا کے مقبول بندوں کی وفات کے بعد ان کی نیک زندگی کی یاد میں ان کی تصویریں بنائیں گئیں اور پھر آہستہ آہستہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان تصویروں پر سے ان کے پتلے بنائے گئے اور کچھ وقت گزرنے کے بعد ان کی پوجا ہونے لگی۔ جب یہ پوجا کی بیماری زیادہ پھیلی تب اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا آپ علیہ السلام نے لوگوں کو ساڑھے نو سو سال تک توحید کی طرف بلایا اور ان کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے رہے مگر لوگوں نے آپ کی کوئی پرواہ نہ کی اور آپ کی بات کو نہ سنا اور آخر کار اللہ کا پانی کے طوفان کا عذاب آیا اور اس میں تمام کافر ہلاک ہوئے۔

کفار کا عقیدۂ توحید پر تعجب کرنا :

سورۂ ص آیت نمبر ۴، ۵ :

ترجمہ : "اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ہدایت کرنے والا آیا اور کافر کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر ہے جھوٹا، کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔"

تشریح : یعنی آسمان سے کوئی فرشتہ ہی آجاتا تو خیر ایک بات تھی۔ یہ ہم ہی میں سے ہے اور کھڑا ہو کر ہمیں ڈرانے دھمکانے لگا ہے اور کہتا ہے کہ میں آسمان والے خدا کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں، یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ یہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے اور لو اس نے تو اتنے سب دیوتاؤں کا دربار ہی ختم کر دیا اور صرف ایک خدا رہنے دیا۔ اتنی بڑی دنیا کا انتظام صرف ایک ہی خدا کیسے چلا سکتا ہے؟ اتنے سب مختلف محکموں کی مختلف دیوتاؤں کی پوجا ہمارے باپ، دادا صدیوں سے کرتے ہوئے آرہے ہیں وہ سب بے وقوف تھے؟ چلو جی چھوڑو ان کو۔

وحدانیت الٰہی کی عقلی دلیل :

سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۲۲ :

ترجمہ : "اگر آسمان اور زمین میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین اور آسمان درہم برہم ہو جاتے، جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں خدائے مالک عرش ان سے پاک ہے۔"

تشریح : کئی ایک معبود نہ ہونے کی دلیل قرآن مجید نے اس طرح سچائی اور مضبوطی سے دی ہے کہ اس کی مثال نہیں۔ جو ہستی اپنی ذات اور صفات میں ہر طرح کامل ہو وہی معبود یعنی اللہ ہے۔ اس کا ہر نقص اور کمی سے پاک ہونا ضروری ہے، تو اب زمین و آسمان میں دو خدا مان لئے جائیں تو دونوں ہی کامل ہوں گے اور دنیا کے انتظام میں بھی دونوں ہم خیال ہوں مگر پھر بھی انتظام میں ایک دوسرے کی ضرورت نہیں ہے، تو ایک خدا بیکار اور فالتو ہو گیا اور اگر دونوں میں کبھی بھی اختلاف رائے ہو جائے تو دونوں میں مقابلہ ہو جائے گا اور ہار اور فتح ہوگی تو ہارنے والا خدا نہیں رہے گا اور اگر ان کا مقابلہ بغیر فیصلے کے جاری رہے تو کوئی بھی چیز ہستی میں نہیں آسکتی اور موجود چیزیں ٹوٹ پھوٹ کر نیست و نابود ہو جائیں تو اس سے ثابت ہوا کہ آسمان و زمین میں ایک ہی خدا ہے، اگر دو خدا ہوتے تو اس دنیا کا انتظام کب ہی کا فنا ہو چکا ہوتا۔ اللہ ہی عرش (تخت شاہی) کا اکیلا مالک ہے، اس کی ملک میں شرکت کی گنجائش ہی نہیں دو خود مختار بادشاہ ایک ملک میں نہیں سما سکتے۔ جن کی خود مختاری بھی اللہ ہی کی دی ہوئی ہے تو دو خدا اس آسمان اور زمین میں کیسے ہو سکتے ہیں۔

مشرکوں کے معبود خود تقرب الٰہی کے متلاشی ہیں :

سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۵۷ :

ترجمہ : "یہ لوگ جن کو (خدا کے سوا) پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعہ (تقرب) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں (خدا کا) زیادہ مقرب (ہوتا ہے) اور اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں۔ بیشک تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔"

تشریح : بخاری میں روایت ہے کہ کچھ

ختم نبوۃ

لوگ جاہلیت میں جنات کی عبادت کرتے تھے، وہ جن مسلمان ہو گئے اور پوجنے والے اپنی جاہلیت پر قائم رہے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی، بعض کہتے ہیں کہ جن، ملائکہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام وغیرہ کے پوجنے والے سب اس میں شامل ہیں۔ مطلب یہ کہ جن ہستیوں کو تم معبود سمجھ کر پکارتے ہو وہ تو خود ہی اپنے رب کا قرب تلاش کرتے رہتے ہیں، ان کی دوڑ دھوپ اور کوشش صرف اس لئے ہے کہ خدا کی نزدیکی حاصل کرنے میں کوئی آگے نکلتا ہے ان میں جو زیادہ مقرب ہیں وہ ہی زیادہ قرب الٰہی کے طالب رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ کسی سب سے زیادہ مقرب بندے کی دعا وغیرہ کو حصول قرب کا وسیلہ بنائیں۔ پس تم جن کو معبود سمجھ کر عبادت کرتے ہو ان کا اللہ کے سامنے یہ حال ہے تو تم خود فیصلہ کر لو کہ خدا کو خوش رکھنا کہاں تک ضروری ہے؟ اللہ کے سوا کی پرستش سے نہ تو خدا خوش ہوتا ہے اور نہ وہ جن کو تم خوش کرنا چاہتے ہو مگر وسیلہ بھی اسی حد تک جائز ہے جتنی کہ شریعت نے اجازت دی ہے۔ کسی زندہ انسان کو تو ہم آپس میں ایک دوسرے کے لئے دعا کے لئے کہہ سکتے ہیں مگر کسی بھی مرے ہوئے انسان سے دعا کے لئے نہیں کہا جاسکتا۔ جو بندے اللہ کے قریب ہیں ان کی بھی امیدیں صرف اللہ کی مہربانی پر وابستہ ہیں اور اس کی ناراضگی سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ ہر قسم کا نفع پہنچانا اور نقصان سے بچانا صرف ایک اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔

کافر بھی جانتے ہیں کہ ہر چیز کا مالک اللہ ہے:

سورہ یونس آیت نمبر ۳۱:

ترجمہ: "(ان سے) پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار کون پیدا کرتا ہے اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے؟ جھٹ کہہ دیں کہ خدا، تو کہو کہ پھر (خدا سے) ڈرتے کیوں نہیں۔"

تشریح: آسمان سے بارش اور سورج کی گرمی زمین پر پڑتی ہے اور زمین کے کیمیکل اس میں ملتے ہیں تو اناج، پھل وغیرہ اگتے ہیں کہ جو انسان کے لئے روزی ہے تو یہ تمام عمل اناج وغیرہ کا اگانے کا کون کرتا ہے، ظاہر ہے یہ اللہ ہی کا کام ہے اور یہ اللہ ہی ہے جس نے ہمیں آنکھ کان وغیرہ دیئے تو اس کا مالک بھی اللہ ہی ہے اور وہ ہی ان کی حفاظت بھی کرتا ہے اور چونکہ انسانی جسم کے تمام اعضا اللہ ہی کے ہیں وہ جب چاہے تب ان اعضاؤں کو بند کردے اور بے کار کردے اسے کوئی روک نہیں سکتا، ظاہر ہے کہ یہ تمام کام اللہ ہی کرتا ہے۔ اسی طرح منی میں سے (جو بے جان ہے) انسان کو پیدا کرتا ہے اور انڈے (بے جان) میں سے پرندہ پیدا کرتا اور پھر اسی انسان سے منی اور پرندے سے انڈیا بے جان کو پیدا کرتا ہے تو یہ سب جب اللہ ہی کرتا ہے تو کافر بھی جانتے ہیں کہ ہر ایک چیز کا مالک اللہ ہے۔

تمام انبیاً علیہم السلام کی دعوت کہ اللہ صرف ایک ہے:

سورہ احقاف آیت نمبر ۲۳:

ترجمہ: "انہوں نے کہا کہ (اس کا) علم تو خدا ہی کو ہے اور میں تو جو (احکام) دے کر بھیجا گیا ہوں وہ تمہیں پہنچا رہا ہوں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی میں پھنس رہے ہو۔"

تشریح: حضرت ہود علیہ السلام سے پہلے بھی ڈرانے والے آئے اور ہودؑ سمیت سب نے یہی کہا کہ اللہ ایک ہے اور اسی سے ڈرو اور اسی کی بندگی کرو، مگر انہوں نے کہا کہ ہم اپنے پرانے طریقے سے ہٹنے والے نہیں اور اگر آپ سچے ہیں تو جو ہم کو ڈراتے ہو وہ کر کے دکھاؤ۔ اس جواب میں ہود علیہ السلام نے کہا کہ تمہارا یہ مطالبہ نادانی اور جہالت ہے، میں تو تم کو اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہوں جو میں نے پہنچا دیا اس سے زیادہ نہ مجھے علم ہے اور نہ میرے اختیار میں۔

تمام انبیاً دعوت توحید پر متفق ہیں:

سورہ زمر آیت نمبر ۶۵،۶۶:

ترجمہ: "اور (اے محمد) تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں، یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم زیاں کاروں میں ہو جاؤ گے، بلکہ خدا ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں ہو۔"

تشریح: یعنی عقلی حیثیت سے دیکھا جائے کہ تمام چیزوں کا پیدا کرنا، باقی رکھنا، قائم رکھنا اور ہر چیز میں ہر طرح سے اپنی مرضی سے تبدیلی کرتے رہنا۔ یہ سب کام صرف اللہ ہی کے ہیں تو پھر بندگی اور تابعداری کے لائق اس کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟ اور پھر تمام پیغمبر اور رسول اور تمام آسمانی مذاہب توحید پر متفق ہیں کہ وحدانیت ہی سچا دین ہے اور شرک جھوٹا ہے۔ بلکہ ہر ایک نبی کو وحی کے ذریعہ بتادیا گیا کہ آخرت میں مشرک کے سارے نیک عمل بیکار ہوں گے تو انسانوں کے لئے فرض ہے کہ صرف ایک اللہ ہی کی عبادت اور بندگی کریں اور اس کا احسان مان کر اس کا وفادار بندہ بنے اور اس کے جلال اور عظمت کو سمجھے، عاجز اور ناچیز مخلوق کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔

انبیاً کو بھی غیر اللہ کی عبادت سے منع کیا گیا:

سورہ انعام آیت نمبر ۵۶:

ترجمہ: "(اے پیغمبر کفار سے) کہہ دو کہ

باقی صفحہ 17 پر

ختم نبوۃ

تحریر: عبدالرزاق جانگڑا

قسط: ۲

شان خاتم النبیین ﷺ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ وزاری:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ و زاری اکثر امت پر شفقت ورحمت یا امت کی فکر غم یا اللہ تعالیٰ کے خوف یا اس کے اشتیاق سے ہوتی تھی۔

ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "قرآن سناؤ" میں نے عرض کیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہی پر تو نازل ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو سناؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرا دل چاہتا ہے کہ دوسرے سے سنوں۔" میں نے حکم کی تعمیل میں سنانا شروع کیا اور سورۂ نساء پڑھنا شروع کی، میں جب اس آیت پر پہنچا "فکیف اذا جئنا من کل امة شھید و جئنا بك علی ھولاء شھیدا" تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا کہ دونوں آنکھیں گریہ کی وجہ سے بہہ رہی تھیں، یہ رونا شاید امت کے گناہ گاروں کے حال پر شفقت کی وجہ سے تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعونؓ کی پیشانی کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو ٹپک رہے تھے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضائی بھائی تھے، بڑے عابد زاہد تھے، مہاجرین میں سب سے پہلے ان ہی کی وفات ہوئی ہے۔

ساری رات گریہ وزری میں گزر گئی:

حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب ترین بات سنائیں؟ فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی بات ایسی تھی جو عجیب ترین نہ تھی، پھر فرمایا ایک رات کا قصہ ہے کہ سونے کے لئے مکان پر تشریف لائے اور میرے پاس میرے لحاف میں لیٹ گئے، لیٹتے ہی تھوڑی دیر میں فرمایا: "چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں" یہ فرما کر کھڑے ہو گئے وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی اور رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ سینہ مبارک تک آنسو بہہ کر آنے لگے، اس کے بعد رکوع کیا، اس میں بھی روتے رہے، پھر سجدہ کیا اس میں بھی روتے رہے، پھر سجدہ سے اٹھے اور روتے رہے۔ غرض صبح تک یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ بلال صبح کی نماز کے لئے بلانے آگئے، میں نے عرض کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس قدر کیوں روئے؟ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمادیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔"

پھر ارشاد فرمایا: میں ایسا کیوں نہ کرتا حالانکہ آج مجھ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں ہیں، اس کے بعد آپ نے "ان فی خلق السموات" (سورۃ آل عمران) کے آخر رکوع کی آیت تلاوت فرمائی۔

خوف الٰہی وفکر آخرت:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ اگرچہ رب کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بلند مقام عطا فرمایا تھا لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولا سے بہت ڈرتے تھے، ہر گھڑی اس کی جناب میں رجوع رہتے تھے۔

اس خوف وغم کا یہ عالم تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ابر، آندھی وغیرہ ہوتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر اس کا اثر ظاہر ہوتا تھا اور خوف کی وجہ سے کبھی اندر تشریف لے جاتے، کبھی باہر تشریف لاتے اور یہ دعا پڑھتے رہتے تھے:

"الٰہی! اس ہوا کی بھلائی چاہتا ہوں اور جو اس ہوا میں ہو (یعنی بارش وغیرہ ہے) اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور جس غرض کے لئے یہ بھیجی گئی ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور میں اس ہوا کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور جو اس میں ہو اس سے پناہ چاہتا ہوں اور جس غرض کے لئے یہ بھیجی گئی ہے اس سے پناہ چاہتا ہوں۔"

پھر جب بارش شروع ہو جاتی تو چہرۂ انبساط ہوتا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سب لوگ

باقی صفحہ 20 پر

ختمِ نبوۃ

مراسلہ: محمد متین خالد

قادیانیت سے اِسلام تک

رب نواز (ریٹائرڈ ائر کموڈور)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہو چکی اور وہ بنی اسرائیل میں اپنا کام انجام دے کر زندہ آسمان پر تشریف لے گئے جیسا کہ قرآن مجید سے صاف عیاں ہے کہ "انہیں طبعی موت آئی نہ شہید کیا جا سکا" اب اگر وہ دوبارہ آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں گے تو یہ ختم نبوت کے منافی کیوں ہے اور اس سے سلسلہ نبوت کا جاری رہنا کس طرح لازم ہوتا ہے؟

(برادر بزرگ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) احمد نواز نے گزشتہ برس "ہلال" کے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر میں "اندرونی کہانی" کے عنوان سے ایک ایمان افروز مضمون لکھا، انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں بھی آگ سے نکل کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی سائے میں آنے کا شکر ادا کرتے ہوئے، اس موضوع پر لکھوں۔ الحمدللہ ہم سب بہن بھائی اکتیس سال پہلے برادر بزرگ کی وساطت سے قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس تحریر سے ان سب بہن بھائیوں کی راہنمائی فرمائے جو محض غلط فہمی کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اسلامی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین)

ارشادات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو حد تواتر کو پہنچتی ہیں، اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ عمر دنیا کے اختتام کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور امت محمدیہ میں شامل ہو کر اپنے برکات و فیوض سے امت کو مستفیض فرمائیں گے۔

ہو سکتا ہے کہ کسی کو یہ مغالطہ وہم یا شک ہو جائے کہ یہ صورت تو ختم نبوت کے منافی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کے بعد کسی نبی کے تشریف لانے کے کیا معنی؟

پہلی نظر میں یہ شک وزنی نظر آتا ہے، لیکن غور کیجئے تو صرف سطحی سوچ اور قلت فکر کا نتیجہ ثابت ہو جاتا ہے۔ ختم نبوت کی تشریح کے سلسلے میں مسلمان علمأ و فضلاً نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں ہو سکتی۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ کسی نئے شخص کو ابتدا یہ منصب عظیم عطا فرما کر اور سند نبوت دے کر نہیں بھیجا جا سکتا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ انبیأ سابقین علیہم السلام میں سے کوئی نبی بھی دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لا سکتے۔ بعثت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو تاج نبوت سے سرفراز فرما کر ہدایت مخلوق خدا کا کام سپرد فرمائیں، جو پہلے ہی منصب نبوت پر سرفراز ہو چکے ہوں، انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج دینے کو بعثت نہیں کہتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکی اور وہ بنی اسرائیل میں اپنا کام انجام دے کر زندہ آسمان پر تشریف لے گئے، جیسا کہ قرآن مجید سے صاف عیاں ہے، نہ انہیں طبعی موت آئی، نہ شہید کیا جا سکا۔ اب اگر وہ دوبارہ آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں تو یہ ختم نبوت کے منافی کیوں ہے اور اس سے سلسلہ نبوت کا جاری رہنا کس طرح لازم ہوتا ہے؟

مثال ذیل، جواب کی مزید وضاحت کر دے گا، ایک شخص کسی صوبہ کا گورنر مقرر ہوتا ہے اور ریٹائرڈ ہونے کے بعد کسی دوسرے ملک چلا جاتا ہے، کچھ مدت کے بعد وہ اس صوبہ میں پھر آتا ہے مگر گورنر کی حیثیت سے نہیں، بلکہ ایک عام شہری کی حیثیت سے تو کیا اس سے موجودہ گورنر کے عہدہ اور اعزاز میں کوئی فرق پیدا ہو جائے گا؟ یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس صوبہ میں اس وقت دو گورنر موجود ہیں؟! اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سند نبوت تو بدستور برقرار رہے گی، مگر اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آئے گا۔

یہیں، ہمیں شکوک اور مغالطے پھیلانے والوں کے لئے ایک دوسرے جواب کی طرف بھی رہنمائی ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری حیثیت نبی کے نہ ہوگی، بلکہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے ہوگی۔ وہ نہ تو کوئی نئی کتاب

ختم نبوۃ

لائیں گے اور نہ کوئی دوسری شریعت، بلکہ قرآن مجید اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر عمل فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ انجیل جو خود ان پر نازل ہوئی تھی، کی بجائے قرآن مجید ہی پر عمل کریں گے۔ ایسی حالت میں اس کا وہم کرنا بھی نادانی ہے کہ ان کا تشریف لانا ختم نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کا خاص مقصد مسیح دجال کو قتل کرنا اور اس کے شر سے امت محمدی کو محفوظ رکھنا ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی حکمران کسی خاص مجرم کو سزا دینے یا گرفتار کرنے کے لئے کسی خاص شخص کو مامور کرے، اس مدت کے لئے اس ملک کے کسی حصے میں جانے سے اس کے حاکم کی حکومت پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا۔ یہ جب تک اس حصہ ملک میں ہے، اس وقت تک اسی حاکم کے ماتحت سمجھا جائے گا اور اسے حاکم کسی حالات میں بھی نہیں سمجھا جاسکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فتنہ دجال کے خاتمے کے لئے تشریف لائیں گے، اس حالت میں ان کی حیثیت امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک فرد کی ہوگی۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ذرہ برابر بھی کوئی اثر نہیں پڑسکتا۔

دلیل ختم نبوت :

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے سوچنے سمجھنے کی نعمت سے نوازا ہے، وہ اگر سوجھ بوجھ سے کام لے تو اسے نظر آئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ختم نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہونے کے بجائے اس کی مزید تائید کررہی ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کی ایک مستقل نشانی ہے۔ اپنے ذہن سے سوال کیجئے کہ قتل دجال اور اس کے فتنے کے خاتمے کے لئے خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہی کی کیا ضرورت ہے؟

اگر اس کار عظیم کے لئے نبوت ہی کی معجزانہ قوت درکار تھی تو کسی نئے نبی کی بعثت سے بھی یہ فائدہ حاصل ہوسکتا تھا۔ مسیح بن مریم علیہا السلام کا نزول ہی اس کے لئے کیوں تجویز فرمایا گیا؟

اس سوال کا جواب بڑا واضح ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک قدیم نبی علیہ السلام کو بھیجنے سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ باب نبوت بند ہوچکا ہے۔ یہ منصب عظیم اپنے جن بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا تھا، وہ اس پر فائز ہوچکے، یہی وجہ ہے کہ ایک اہم جزوی کام کے لئے جو نبوت کی معجزانہ قوت کا محتاج تھا، کسی نئے نبی کے بجائے ایک قدیم نبی کو دوبارہ بھیجا جارہا ہے۔

دوسری طرف اس حقیقت کی نقاب کشائی فرمادی گئی کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس قدر بلند و برتر ہے اور خاتم النبیین کا تاج کرامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر اس قدر موزوں ہے کہ اگر کوئی قدیم نبی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت اختیار کرلیں گے اور ان کو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرنا پڑے گی۔

یہ مفید اور دلچسپ نکتہ بھی یاد رکھئے کہ انبیأ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دنیا سے جانے کے بعد بھی اعلیٰ درجہ کی حیات طیبہ حاصل رہتی ہے۔ شہدا کو صریح طریقے سے قرآن حکیم نے احیأ یعنی زندہ کہا ہے، بلکہ انہیں مردہ کہنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ صدیقین کی حیات ان سے بھی اعلیٰ اور قوی تر ہوتی ہے اور انبیأ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات مقدسہ تو سب سے زیادہ اعلیٰ و قوی تر ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے سب انبیأ علیہم الصلوٰۃ والسلام، از حضرت آدم علیہ السلام تا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ چنانچہ حدیث معراج سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات علیہم السلام نے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدأ بھی مسجد اقصیٰ میں کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں امامت فرمائی تھی، تو کیا ان کا وجود ختم نبوت کے منافی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ثانی بھی ختم نبوت کے منافی نہیں اور نہ ہی یہ سلسلہ نبوت جاری کرنے کا کوئی ثبوت ہے۔ ہم نے "ظہور ثانی" کا لفظ قصداً استعمال کیا ہے، نکتہ یہ ہے کہ دوسرے انبیأ و مرسلین کی طرح موجود اور زندہ تو وہ اب بھی ہیں، لیکن اس دنیا کے اشخاص کے سامنے ظاہر نہیں ہیں، ان کا ایک ظہور ہوچکا ہے اور دوسرا ظہور قیامت کے قریب ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ محض دوبارہ ظہور سے یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوئی یا سلسلہ نبوت جاری ہے۔ اگر اس حقیقت کو پیش نظر رکھا جائے کہ ختم نبوت کے معنی صرف یہ ہیں کہ کسی نئے شخص کو مرتبہ نبوت پر سرفراز نہ فرمایا جائے گا، کوئی شک یا مغالطہ پیدا نہیں ہوتا۔

پہلے یا بعد میں :

جی چاہتا ہے کہ اس مسئلہ پر کچھ دیر اور غور کریں تاکہ ایک مغالطہ سے نجات حاصل کرلیں۔

بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اس وقت ہوگا جب دنیا اپنی حیات ناپائیدار کے آخری دن بسر کررہی ہوگی، لیکن کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ اس سے عقیدۂ ختم نبوت پر کوئی حرف

آگیا ہے؟

آپ فرمائیں گے کہ ہاں، میں کہوں گا نہیں۔

یہ ایک مغالطہ اور نظر کی غلطی ہے۔ جس میں عام لوگ مبتلا کر دیئے جاتے ہیں، حقیقت اس کے خلاف ہے، یعنی نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ظہور یقیناً ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانے کے لحاظ سے مقدم کہنا چاہئے۔ اگر یہ نظریہ، جو بظاہر بہت عجیب محسوس ہوتا ہے صحیح ہے اور میں ثابت کروں گا کہ یہ صحیح ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہیں۔ اس کے بعد ختم نبوت کے بارے میں جو مغالطہ پیدا ہوا تھا، وہ سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اس مغالطے کی تفصیل درج ذیل ہے:

قرآن مجید کا بیان ہے کہ:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت جسمانی طاری نہیں ہوئی، بلکہ وہ زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔"

اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی حیات طیبہ جس کی ابتداء ان کی پیدائش کے وقت سے ہوئی تھی، آج تک زندہ اور جاری ہے اور اس وقت تک زندہ جاری رہے گی، جب تک وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لاکر عام انسانوں کی طرح جسمانی طور پر بھی انتقال نہ فرماجائیں۔ ان کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانے کا زمانہ، جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے، ان کی اس عمر طویل کا ایک حصہ ہوگا، نہ کہ کوئی جدید پیدائش۔ ان کی اس طویل عمر کے ایک حصے میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت، جب بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئی تو کیا کوئی سمجھدار شخص کہہ سکتا ہے کہ محض طول عمر کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ لحاظ زمانہ مؤخر (یعنی بعد کے) ہیں؟

حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں واضح طور پر مذکور ہے:

"جن پر موت طاری کر دی گئی تھی اور ایک سو سال کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کیا گیا۔"

سو سال کی مدت بہت ہوتی ہے، اس میں حضرت عزیر علیہ السلام کی اولاد اور اولاد در اولاد کا خاصا سلسلہ وجود میں آگیا، کیا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے حضرت عزیر علیہ السلام کی یہ اولاد ان سے عمر میں بڑی تھی یا ان پر زمانہ کے اعتبار سے مقدم تھی یا ان کا وجود ان کی اولاد کے بعد ہوا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ تو اس سے زیادہ صاف ہے۔ ان پر تو موت بھی نہیں طاری ہوئی، وہ اسی حیات قدیمہ کے ساتھ اب بھی موجود ہیں۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والا کہنا، کھلی غلطی ہے۔ یقیناً وہ خاتم النبیین سے پہلے ہیں اور ان کا یہ تقدم اس وقت بھی قائم رہے گا، جب وہ قیامت کے قریب آسمان سے دنیا کی طرف نزول فرمائیں گے، مگر چونکہ یہ زمانہ نزول و وفات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا ہوگا، اس لئے یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی تشریف لائیں گے، حالانکہ حقیقت کے لحاظ سے وہ بعد میں نہیں، بلکہ پہلے ہیں۔ ان کی پیدائش بعثت، دعوت، ہر چیز کو نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش، بعثت، دعوت سے پہلے ماننے کے بعد محض ان کی عمر طویل کی وجہ سے انہیں مؤخر کہنا مغالطہ ہے۔

اس حقیقت کی وضاحت کے بعد سرے سے مغالطے اور شک کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے اور نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ ختم نبوت پر صرف حرف اس صورت میں آسکتا ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی پیدائش، یا بعثت کا ثبوت مل سکے اور یہ ایسی ناممکن بات ہے، جس کا ثبوت تاقیامت نہیں مل سکتا۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حکمت:

اگرچہ بہ حیثیت مسلمان ہمیں اس جستجو کی کوئی ضرورت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے میں کیا راز اور حکمت ہے؟ ہمارا کام یہ ہے کہ اس خبر پر ایمان لائیں اور یہ یقین کریں کہ رب حکیم و علیم کے نزدیک اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوگی جس کا علم ہمارے لئے کچھ ضروری نہیں، لیکن اگر قرآن و حدیث میں غور کرنے کے اصول دین کے مطابق کوئی حکمت سمجھ میں آرہی ہو تو اس کا اظہار صرف جائز ہی نہیں، بلکہ انشاء اللہ بہت نفع بخش اور فائدہ مند بھی ہوگا۔

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت جن مقاصد کے لئے ہوئی تھی، ان میں ایک نمایاں مقصد خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی بشارت خوشخبری دینا بھی تھا۔

یہ بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی مگر اس کی سماعت کرنے والے قلیل تھے، یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی (جھٹلایا) اور صرف تکذیب ہی نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کے جانی دشمن ہو گئے اور آپ علیہ السلام کو شہید کر دینے کا عزم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کی

ختم نبوۃ

سازش کو ناکام بنادیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ یہود ناکام و نامراد رہے مگر ان کی عداوت میں کمی نہ ہوئی، یہاں تک کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی سے بھی انھیں سخت عداوت ہوگئی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”آپ اہل ایمان کے سب سے بڑے دشمن یہود اور مشرکین کو پائیں گے۔“ (سورۃ المائدہ)

آسمان پر جانے سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام برابر خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و بعثت کی بشارت و خوشخبری دیتے رہے اور اپنے اس مقصد بعثت کو پورا کرتے رہے۔ اگر بالفرض وہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اس دنیا میں ہوتے تو وہ اس مقصد بعثت کو کس طرح پورا کرتے؟ ظاہر ہے کہ اس صورت میں وہ لوگوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور اسلام محمدی پر عمل کرنے کی دعوت دیتے، گویا ان کی بشارت و خوشخبری کا عنوان یہ ہوتا ہے کہ

”لوگو! میں نے جس نبی کی تم سے پیشگوئی کی تھی، وہ یہی ہے، یہی خاتم النبیین ہیں، ان پر ایمان لاؤ اور ان کی شریعت پر عمل کرو۔“

اس عنوان سے بشارت دینے کا موقع حضرت مسیح علیہ السلام کو اب تک نہیں ملا۔ قیامت کے قریب جب فتنہ دجال ظاہر ہوگا تو حق تعالیٰ کی طرف سے اس کا موقع عطا فرمایا جائے گا کہ وہ اپنے مقاصد بعثت میں اس مقصد عظیم کی تکمیل فرمائیں اور سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان عنوان سے بشارت دے سکیں کہ:

”لوگو! خاتم النبیین و سید الاولین و آخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو۔“

انہی کے متعلق میں نے تم سے پیشگوئی کی تھی اور انہی کی اتباع و پیروی اس وقت رضائے الٰہی کا واحد ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ خود اہل ایمان کو بھی اس وقت بشارت کی ضرورت ہوگی، کیونکہ وہ دجال کی کامیابیوں اور اس کی شدید فتنہ انگیزی کی وجہ سے، جن کا مقابلہ ان کے بس سے باہر ہوگا، بہت دل شکستہ ہوں گے۔ ایسی حالت میں مسیح علیہ السلام کی بشارت ان میں نئی روح پھونکے گی، ان کا ایمان تازہ اور مضبوط ہوگا اور انھیں سکون قلب حاصل ہوگا۔ ادھر ان کا یہ فائدہ ہوگا، ادھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ایک فریضہ رسالت سے عہدہ برا ہوں گے۔ احادیث میں فتنہ دجال کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے، اس پر غور کرنے سے نزول مسیح علیہ السلام کا ایک دوسرا راز بھی کھلتا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ ”دجال“ یہود میں سے ہوگا اور اس فساد عظیم کا سرچشمہ بھی اسی قوم میں ہوگا، جنہیں:

”الا انهم هم المفسدون“

ترجمہ: ”خبردار! ہو جاؤ کہ یہی لوگ مفسد ہیں۔“ (سورۃ البقرہ)

کی سند قرآن مجید نے دی ہے۔ ان کی فساد انگیزی اور فتنہ پردازی کا آخری اور مکمل ترین نشان دجال کا ظاہر ہونا ہوگا۔ یہود کو جو دشمنی و عداوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے، اس کے پیش نظر رب جلیل نے ان کے اس آخری فتنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے دست مبارک سے خاک میں ملوانا مناسب سمجھا، تاکہ یہ ذلیل و مفسد قوم، یہود، حد درجہ ذلیل و خوار ہو۔

ایک تیسری حکمت بھی سمجھ میں آتی ہے۔ یہود دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب (پھانسی) دے کر شہید کردیا۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ”یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہ کرسکے، نہ انھیں سولی دے سکے، بلکہ انھیں شک و شبہ ہوگیا۔“ (سورۃ نساء)

موجودہ عیسائیت بھی یہودیت کی ایک شاخ ہے، اس لئے وہ بھی صلیب مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دیئے جانے) کی تعلیم دیتی ہے۔ دنیا کے آخری دور میں قرآن مجید کی اس صداقت اور یہود و نصاریٰ کی اس غلطی و گمراہی کے اظہار و ثبوت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بنفس نفیس تشریف لانا، بہت ہی مناسب، پراز حکمت اور موجب ہدایت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد، قرآن مجید کی تصدیق اور نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دلیل و نشانی کے طور پر ہوگی۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ صلیب عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ، موجودہ عیسائیت کے عقائد کی ریڑھ کی ہڈی ہے، جو یہود کی عیاریوں کی وجہ سے مسیحیوں میں رائج ہوگیا۔ اسی پر عقیدہ کفارہ کی بنیاد ہے، جس نے اس قوم میں آخرت فراموشی کا مرض پیدا کردیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا خود اس جھوٹے عقیدہ کو پھانسی دینے کے مترادف ہے۔ اس واضح دلیل، بلکہ مشاہدے کے بعد ان گمراہ لوگوں کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہتا اور اسلام محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کرنا ان کے لئے ضروری و لازم ہو جاتا ہے۔

☆☆ ☆☆

ختم نبوۃ

از قلم: سید اختیار جعفری القاسمی

برصغیر پاک و ہند کی آزادی میں علمائے کرام کا مجاہدانہ کردار

عام طور پر ہندوستان کی جنگ آزادی کا سن آغاز ۱۸۵۷ء سے مانا جاتا ہے، جب کہ پورے ہندوستان نے کندھے سے کندھا ملا کر کمپنی سرکار کے خلاف علم بغاوت بلند کیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ ۱۶۰۱ء میں برطانیہ سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے ایک تجارتی قافلہ ہندوستان آیا اور حکومت وقت سے درخواست کی:

"ہم ہندوستان کی تجارت کو مستحکم کریں گے اور یہاں کے مال کو برطانیہ کی منڈی میں لے جاکر فروخت کریں گے، لہذا ہمارے ساتھ تعاون کیا جائے۔"

اس وقت کے مغل حکمران نے اس کی اجازت تو دے دی لیکن وہ انگریزوں کی شاطرانہ چال کو سمجھنے سے قاصر رہا۔ اکبر اعظم کے بعد جہانگیر اور شاہ جہاں نے بھی انہیں حیثیت تاجر مختلف مراعات سے نوازا، اور نگزیب عالمگیر کے بعد مغل سلطنت جیسے ہی کمزور ہوئی انگریز کھلے طور پر سیاست میں دخل دینے لگے اور بہت جلد ہندوستان کے مرکزی شہروں بمبئی، سورت، مدراس، کلکتہ اور دہلی میں چھاگئے، سارا کاروبار ہی نہیں، لگان اور دیوانی وصول کرنے، ٹیکس لینے کے ذمہ دار بن گئے۔ یہ بہت جلد ہندوستان کے سیاہ وسفید کے مالک بن گئے۔ اب انہوں نے براہ راست حکومت کے خواب دیکھنے شروع کئے یہاں تک کہ دیکھتے ہی دیکھتے تاجر سے تاجدار بن گئے۔ مسلم ریاستوں کو ایک ایک کر کے ہتھیانا شروع کیا۔ ۱۷۵۷ء میں پلاسی کے میدان میں ان انگریز شاطروں نے سراج الدولہ کو شکست دی۔ ۲۳/اکتوبر ۱۷۶۴ء کو بکسر کے میدان میں شجاع الدولہ بھی ان کی شاطرانہ چالوں سے ہار گیا۔ ۱۷۶۵ء میں دہلی کے بادشاہ شاہ عالم ثانی نے بہار، بنگال، اور اڑیسہ کی دیوانی کے حقوق ایسٹ انڈیا کمپنی کو بخش دیئے۔ ۱۷۹۹ء میں ٹیپو سلطان کو جام شہادت پلا کر ریاست میسور کا خاتمہ کر دیا اور اس آہنی پھاٹک کو توڑ دیا جو ہندوستان پر قبضہ کرنے کی راہ میں حائل تھا۔ ہندوستان کی جنگ آزادی کا صحیح معنوں میں آغاز ٹیپو سلطان کے والد سلطان حیدر علی نے کیا۔ شیر میسور ٹیپو سلطان نے تن تنہا انگریز قوم کو ہندوستان سے باہر نکالنے کی سب سے پہلی کوشش کی۔ وہ ہندوستان کی آزادی کا سب سے بڑا ہیرو تھا۔ یہ اسی کا جملہ ہے کہ:

"شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔"

اس نے انگریزوں کے قدم ہندوستان سے اکھاڑ ہی دیئے تھے مگر وہ انگریزوں کی مکار سیاست اور اپنے ہی ہم ملک ناعاقبت اندیش حکمرانوں کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہو گیا۔ سرنگاپٹم کے قلعہ کے دروازے پر جب تک انگریزوں نے ٹیپو سلطان شہید کی لاش نہ دیکھ لی اسے شیر ہندوستان کی موت کا یقین نہیں ہوا تھا، اور تب اس کی لاش کے پاس کھڑے ہو کر انگریز فوج کے جنرل ہارس نے کہا تھا:

"آج سے ہندوستان ہمارا ہے۔"

اس سے قبل کسی ہندوستانی کی موت پر کسی انگریز نے یہ تبصرہ نہیں کیا تھا، سلطان ٹیپو نے محسوس کر لیا تھا کہ انگریزی طاقت صرف ہندوستان پر ہی نہیں تمام دنیا پر کیا اثرات ڈالے گی۔ اس نے انگریزوں کی قوت ختم کرنے اور انہیں دوبارہ ان کے مختصر سے جزیرے برطانیہ تک محدود کر دینے کے لئے اپنے ملک کے تمام چھوٹے بڑے نوابوں، راجاؤں، بادشاہوں کے علاوہ ترکی کے سلطان اور نپولین کے ولی عہد کو بھی متوجہ کیا تھا، لیکن کوئی اس کی بات کو سمجھ نہیں پایا، لیکن شیر کا بیٹا تنہا ہی پورے انگریز سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا، لیکن اپنوں [illegible] دغا کی وجہ سے اسے صرف شہادت کی منزل ہی نصیب ہو سکی، اسی دن سے پورا ملک انگریزوں کی غلامی کی زنجیر میں گرفتار ہو گیا۔

۱۸۰۰ء میں مضافات میسور، کڈپہ، کونور، بلاری، اننت پور وہارہ ماپور انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ ۱۸۰۱ء میں نواب اودھ سے دوآبے اور روہیل کھنڈ کے علاقے ہتھیا لئے۔ کرناٹک بھی ان کے قبضے میں چلا گیا۔ ۱۸۰۲ء میں مرہٹوں کی حکومت ختم کر دی گئی۔ گجرات اور بڑودہ پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۰۳ء میں نواب حیدر آباد انگریزوں کا باج گزار بن گیا۔ ناگپور پر کمپنی کا تسلط ہو گیا۔ اسی سال آگرہ، بندیل کھنڈ، جے پور، گوالیار ان کے قبضے میں چلے گئے۔ یہی نہیں دارالسلطنت دہلی بھی انگریزوں کے بوٹوں تلے روند دی گئی۔ بادشاہ عالم ثانی اب انگریزوں کا پنشن یافتہ تھا۔ انگریزوں کی

حکومت تقریباً پورے ملک پر چھاگئی تھی۔ اپنے دور حکومت میں تقریباً سوا سو سال تک انگریزوں نے اس آزاد ملک کے چپے چپے کو غلام بنا کر رکھا۔ اپنی قیادت کو چمکانے اور حکومت کا سکہ جمانے کے لئے ہندوستان کے ذرے ذرے کو پامال کیا۔ یہاں کے شہریوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے، ناحق لوگوں کو تختہ دار پر لٹکایا، انصاف کا خون کیا، ظلماً گولیاں چلائیں، ان کو کوڑے لگائے، ٹرینوں سے اٹھا کر باہر پھینکا، ان کی زمینوں، کاروبار اور روپیہ پر ناجائز قبضہ کیا، ان کی عورتوں کو بے عزت کیا، پاکدامن خواتین کا دامن عصمت تار تار کیا، شہنشاہ، نواب، امرا، راجہ، مہاراجہ، ولی عہد، شہزادوں، علماً اور مفکرین کو سربازار ذلیل و رسوا کیا۔ غرض وہ تمام کام کیے جن سے زمین تھرا گئی اور آسمان شرما گیا۔ تاریخ ان کے شیطانی کارناموں سے آج تک داغدار ہے۔

جس وقت ہندوستان کراہ رہا تھا، ہندوستانی عوام موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا تھے اور فرنگی مظالم کا کوڑا ہر ہندوستانی کی پیٹھ سے کھال ادھیڑ رہا تھا، ہمتیں چور تھیں اور دماغ کند تھے۔ سب سے پہلے ہندوستان میں جس شخص نے انگریزوں کے خلاف جنگ کے لئے ابھارا وہ مسلمانوں کے سردار اور ہندوستانی علماً کے سرخیل حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، انہوں نے کھلم کھلا انگریز حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ غاصبانہ ہے، انہیں یہاں حکومت کرنے اور ہندوستانیوں پر ظلم کرنے کا کوئی قانونی حق نہیں۔ ہندوستان دارالحرب ہے اور اب مسلمانوں کے لئے ان سے جہاد کرنا فرض ہو گیا ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے پہلے سپوت ہیں جنہوں نے باقاعدہ تحریری طور پر انگریزوں کے خلاف بغاوت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری شہری آزادی سلب کر لی گئی ہے، لہٰذا ہر محب وطن ہندوستانی شہری کا فرض ہے کہ اس اجنبی طاقت سے اعلان جنگ کر دے اور جب تک انہیں ملک بدر نہ کر دے اس ملک میں زندہ رہنا اپنے لئے حرام جانے۔ آپ کا فتویٰ ایک انقلابی قدم ثابت ہوا۔ ہندوستان کے مسلمانوں ہی میں نہیں تمام برادران وطن میں ایک نئی بیداری کی لہر پیدا ہوئی۔ اسی کے ساتھ انہوں نے عملی جنگی قدم بھی اٹھائے۔ جس کے تحت اپنے اپنے خاص مرید حضرت مولانا سید احمد شہیدؒ کو نواب امیر خاں کے لشکر میں فوجی تربیت اور ٹریننگ کے لئے بھیجا۔ آپ سید احمد شہیدؒ کو اپنے پاس رکھ کر روحانیت کا بام عروج پہلے ہی دکھا چکے تھے۔ مولانا سید احمد شہیدؒ سات سال تک نواب امیر خاں کے لشکر میں رہے۔ ۱۸۱۶ء میں نواب کے انگریزوں سے صلح کر لینے کے بعد دہلی واپس آگئے۔ اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے آپ کی سپہ سالاری میں مسلم مجاہدین کا ایک جنگی دستہ تیار کیا اور انگریزی فوج سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ اس فوجی دستہ کے دیگر کمانڈر ہندوستان کے مایہ ناز علماً مولانا عبدالحیٔ، حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید اور حضرت محمد یوسف پھلتی رحمہم اللہ جیسے اکابر تھے۔ ان حضرات نے تمام ہندوستان کا سفر کر کے ملت اسلامیہ کو بیدار کیا اور انگریزوں سے جنگ کے لئے ایک بڑی جماعت تشکیل دی۔ اس جماعت نے بالواسطہ اور بلاواسطہ انگریزوں سے باقاعدہ جنگ کی۔ مئی ۱۸۳۱ء کو شدید جنگ بالاکوٹ میں ہوئی جس میں مولانا سید احمد اور مولانا محمد اسمٰعیل بالترتیب ۸/ ۹ مئی کو شہید ہوئے۔ یکم مئی ۱۸۳۱ء سے ۱۰/ مئی ۱۸۳۱ء تک مسلسل خوں ریز جنگ جاری رہی جس میں تقریباً ساڑھے چار ہزار سے زیادہ مسلمان شہید ہوئے۔ ان میں اکثریت علماً کی تھی، سو کے قریب علماً بچے جن میں مولانا جعفر تھانیسری، مولانا ولایت علی، مولانا مملوک علی اور مولانا یحییٰ علی وغیرہ بھی تھے۔

مشہور انگریز مؤرخ سر ولیم ہنٹر نے لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں (اگر اسے غدر کہا جا سکے) سید احمد شہیدؒ صاحب کی تحریک جہاد کی بچی کھچی چنگاریاں کام کر رہی تھیں۔ ملک کی جدوجہد آزادی میں ان کے افکار ہی کام کرتے رہے ہیں۔ تحریک خلافت بھی صرف خلافتِ عثمانیہ کو برقرار رکھنے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کے ذہنوں سے انگریزوں کے اثرات کو کم کرنے کے لئے ہی تھی۔ ۱۸۳۱ء میں یکم مئی سے ۱۰/ مئی تک بالاکوٹ میں نبرد آزما ہونے اور بڑی تعداد میں مسلمانوں کی شہادت کے بعد باقی بچے ہوئے لوگ واپس آگئے۔ اسی معرکہ کے بعد ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت کے پائے ملک کے طول و عرض میں مستحکم ہونے شروع ہوئے تھے۔ تب علماً ایک بار پھر سر جوڑ کر بیٹھے متعدد سربرآوردہ ہندو اور مسلمان قائد اور علماً پھر مشورے کے لئے جمع ہوئے تاکہ انگریزوں کے خلاف فیصلہ کن جنگی کارروائی کی جا سکے۔ چنانچہ ۱۸۵۶ء میں دہلی میں ممتاز علماً کا اجتماع ہوا۔ اس میں مولانا جعفر تھانیسری، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا ولایت علی، مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حافظ ضامن شہید رحمہم اللہ جیسے اکابر شریک ہوئے۔ مولانا قاسم نانوتویؒ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ :

ختم نبوۃ

"تمہیں پتہ نہیں کہ انگریز سر پر کھڑا ہے، اگر اس کی غلامی سے نجات چاہتے ہو تو فیصلہ کن لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ، انگریزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیں گے یا خود ختم ہو جائیں گے، لیکن اب انگریزوں کو یہاں ٹکنے نہیں دیں گے۔"

اس کے بعد انگریزوں سے آخری فیصلہ کن جنگ کے لئے علماً میدان میں نکل آئے اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ شاملی کا میدان ضلع مظفر نگر اترپردیش میں اس خونریز جنگ کا آج بھی خاموش گواہ ہے۔ درجنوں توپیں مسلمانوں پر قہر برسا رہی تھیں، جدید بندوقوں نے علماً کی صفیں بچھادی تھیں، ایک طرف تلوار بکف کفن بردوش مسلمان تھے، جن کی قیادت علماً اسلام کر رہے تھے جو محض بے سروسامان تھے اور دوسری طرف سرتالوہے میں غرق انگریز سپاہ تھی جس پشت پر تاج برطانیہ کی قوت اور سامنے توپوں کی قطار تھی۔ اس کے باوجود علماً کا یہ گروہ میدان جنگ سے نہیں ہٹا۔ سینکڑوں علماً شہید ہو گئے، حافظ اس کے علاوہ وسائل کی قلت، سامان حرب کی عدم موجودگی، افراد کی کمی، رسد نہ مل پانے اور بعض لوگوں کی غداری کے سبب قدم پیچھے ہٹانے پر مجبور ہونا پڑا، اگرچہ بظاہر اس جنگ میں علماً کرام کو ناکامی ہوئی لیکن بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ۔

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے امیر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

وائسرائے نے اپنے مشیران کار اور وزرا کی میٹنگ طلب کی کہ ۱۸۵۷ء کے بعد اس ملک میں ہماری حکومت کیسے قائم رہ سکتی ہے؟ ڈاکٹر ولیم میورے نے کہا کہ یہاں سب سے زیادہ سرگرم اور بیدار مغز مسلمان ہیں۔ یہ لڑائی بھی خاص انہوں نے ہی لڑی ہے، ان کے علماً ان کے دلوں میں جذبہ جہاد اور شوق شہادت ہمیشہ گرم رکھتے ہیں، جب تک یہ لوگ ہیں ہم اطمینان سے حکومت نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد ہندوستان سے مسلمان علماً ختم کرنے کی کوششیں شروع ہوئیں۔ انگریز مؤرخ ڈاکٹر تامسن اپنی یادداشت میں لکھتا ہے کہ:

"۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۷ء تک چودہ ہزار علماً کرام کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔"

یہ تین سال ہمارے ملک (ہندوستان) کی تاریخ کے سیاہ ترین سال ہیں۔ ایک اور مؤرخ قیصر التواریخ میں لکھتا ہے:

"۲۷ ہزار علماً کو تختہ دار پر پھانسی دی گئی، سات دن مسلسل قتل عام جاری رہا۔"

تامسن کے بقول دلی کے چاندنی چوک سے پشاور تک کوئی درخت ایسا نہ تھا، جس پر علماً کی گردنیں نہ لٹکتی ہوں۔ انگریز علماً حق کو خنزیر کی کھال میں لپیٹ کر جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیتے تھے۔ لاہور کی شاہی مسجد میں پھانسی گھر قائم کیا گیا اور ایک ایک دن میں دو دو سو علماً کرام کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ یہ مؤرخ انگریزوں کی بربریت کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

علماً کرام کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، پاؤں میں بیڑیاں اور کمر میں لوہے کی بھاری سلاخیں تھیں

"میں دہلی میں ایک خیمے میں قیام پذیر تھا، اچانک تیز بدبو کا بھبکا میری ناک سے ٹکرایا۔ میں نے باہر جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ آگ کے انگارے دہک رہے ہیں اور ان پر چالیس مسلمانوں کو کپڑے اتار کر ڈالا گیا۔ اس کے بعد پھر چالیس علماً کو لایا گیا اور ان کے کپڑے اتار کر ایک انگریز افسر نے ان سے کہا: مولویو! جس طرح انھیں آگ میں جلادیا گیا، تمہیں بھی جھونک دیا جائے گا، تم میں سے اگر ایک آدمی یہ کہہ دے کہ تم ۱۸۵۷ء کے غدر میں شامل نہیں تھے تو تم سب کو ابھی چھوڑ دیا جائے گا۔ تامسن کہتا ہے کہ مجھے پیدا کرنے والے کی قسم! میں نے دیکھا کہ چالیس لوگ آگ پر زندہ بھون دیئے گئے اور ان کے بعد پھر ایسا ہی ہوا مگر کسی نے زبان تک نہ ہلائی۔"

یہ تھے ہندوستان کے مایہ ناز علماً جنہوں نے راہ حق میں موت اور دردناک موت قبول کی مگر آزادی، حق، اسلام اور انسانیت کا دامن نہیں چھوڑا اور ثابت کر دیا کہ۔

مرد حق باطل سے ہرگز شکست کھاسکتے نہیں
سر کٹا سکتے ہیں لیکن سر جھکا سکتے نہیں

اس جہاد آزادی کے بعد باقی ماندہ علماً کو گرفتار کر لیا ان پر مقدمات چلے اور سخت سزائیں دی گئیں۔ مولانا جعفر تھانیسری کو کالاپانی بھیج دیا گیا۔ مولانا اپنی کتاب "کالاپانی" میں وہاں کے عذاب خانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، پاؤں میں بیڑیاں، جسم پر جو ریانہ لباس اور کمر میں لوہے کی بھاری سلاخیں تھیں۔ ۲۴ گھنٹے یہ لباس پہننا پڑتا تھا، چلنے، پھرنے، کھانے، سونے اور کام کرنے میں بے حد تکلیف ہوتی تھی، وہاں شہد کی مکھی کے برابر موٹے زہریلے جنگلی مچھر، کھٹمل، اور دوسرے بے شمار کیڑے مکوڑے تھے جو ہر وقت ستاتے اور کاٹتے رہتے تھے روزانہ ایک دو قیدی موت کے منہ میں چلے جاتے تھے۔ اس جیل میں کسی بھی قسم کے علاج کی سہولت قیدیوں کو نہیں دی جاتی تھی۔"

مولانا آگے لکھتے ہیں:

"انگریز افسران نے ہم تینوں (علماً) کے لئے لوہے کے پنجرے بنوائے اور ہمیں ان میں ڈال دیا، ان پنجروں میں لوہے کی نوک دار

ختم نبوۃ

سلاخیں لگائی گئیں ہم نہ تو سہارا لے سکتے تھے اور نہ بیٹھ سکتے تھے، ہماری آنکھوں اور جسم کے مختلف حصوں سے لہو بہتا رہتا تھا۔"

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ جو ہندوستان کی سب سے خفیہ لیکن سب سے بڑی تحریک آزادی "ریشمی رومال" کے بانی ہیں کو مالٹا میں قید کیا گیا تھا۔ انتقال کے بعد جب دیوبند میں غسل کے لئے میت کا کرتا اتارا گیا تو ہڈیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ ہڈیوں اور کھال پر ہنٹروں کے رنگین نشان موجود تھے، یہ منظر دیکھ کر لوگ رو پڑے۔ جب مولانا حسین احمد مدنیؒ کلکتہ سے تشریف لائے تو بتایا کہ:

"حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا تھا کہ یہ راز فاش نہ کرنا، جب حضرت مالٹا کی جیل میں چلے گئے تو انگریز آپ کو جیل کے تہہ خانے میں لے جاتے اور لوہے کی سلاخیں گرم کر کے ان کی کمر داغتے تھے اور کہتے تھے کہ محمود الحسن انگریزوں کے حق میں فتویٰ دے دے۔ آپ کو جب ہوش آتا تو آپ کہتے تھے کہ تم میرا جسم پگھلا سکتے ہو، میں بلال حبشیؓ کا وارث ہوں، میری چمڑی ادھڑ سکتی ہے، مگر میں انگریزوں کے حق میں کبھی فتویٰ نہیں دے سکتا۔"

مولانا محمد علی جوہرؒ کئی بار قید کئے گئے۔ برطانیہ میں بھی گرفتار ہوئے، بھارت کی آزادی کے سوال پر لندن میں ہونے والی گول میز کانفرنس میں انہوں نے کہا تھا:

"میں غلامی سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ میں ایک غلام ملک میں نہیں رہنا چاہتا ہوں۔" اگر تم میرے ملک کو آزادی نہیں دے سکتے تو ایک آزاد ملک میں مجھے قبر کے لئے جگہ دینا پڑے گی۔ چنانچہ انگلینڈ میں ان کا انتقال ہوا اور آپ کی قبر بیت المقدس میں بنائی گئی۔ قلم کو زہر میں ڈبو کر آپ نے انگریزوں کے خلاف جو جنگ لڑی اس نے انگریزوں کے تاج کو زلزلہ میں ڈال دیا تھا۔ ان کی زمین کھسک گئی تھی، جس وقت وہ جیل گئے انہوں نے کہا تھا۔

مستحق دار کو حکم نظر بندی ملا
کیا کہوں کیسے رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

مولانا ابوالکلام آزاد کا نام ۱۹۲۰ء کے بعد کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کے سب سے اہم قائد کہا جا سکتا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ ان کی شخصیت کو سیاسی و سماجی طور پر نظر انداز کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ وہ کانگریس کے سب سے زیادہ مدت تک صدر رہے۔ نہرو کمیٹی، کرپس مشن، رولٹ ایکٹ، کیبنٹ مشن پلان، خلافت آندولن، تحریک عدم تعاون، مکمل آزادی کا مشن، پوناپیکٹ، انگریزو! بھارت چھوڑو، الیکشن کمیٹی، قانون ساز کونسل غرض جدوجہد آزادی کے ہر دور اور ہر موڑ پر مولانا آزاد کو آپ نہرو جی اور مہاتما گاندھی سے پہلے کھڑا دیکھ سکتے ہیں؟ ہندوستان کے محققین و مؤرخین نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ جس وقت آپ رانچی جیل میں تھے، اس کے تین سال بعد آپ کی عزیز از جان اہلیہ کا طویل بیماری کے بعد انتقال ہو گیا۔ آپ کو خبر دی گئی، انگریز حکومت نے آپ کو تین دن کی رہائی دینے کی پیشکش کی تاکہ آپ اپنی محبوب بیگم کے جنازے میں شریک ہو سکیں۔ مگر آپ نے انگریزوں کی اس رعایت سے فائدہ اٹھانے سے انکار کر دیا۔ مولانا آزاد نے رہائی کے آرڈر کے پشت پر لکھا کہ:

"میں تمہاری رعایت لینے کے لئے تیار نہیں ہوں، کل قیامت کے دن اپنی بیوی سے ملاقات کر لوں گا۔"

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ایک طویل عرصے تک جیل میں رہے، اس دوران آپ کے گھر کے متعدد افراد جاں بحق ہو گئے، جس وقت جیل میں آخری خط ملا تو خاندان کے تقریباً تمام اہم اراکین ختم ہو چکے تھے، آپ نے تعزیت کے طور پر اپنے والد محترم کو خط میں یہ شعر لکھ کر بھیجا۔

مصائب میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
مجھے ناکامیوں پر گریہ وزاری نہیں آتی

ایک وقت وہ بھی آیا کہ مولانا حسین احمد مدنیؒ کراچی سازش کیس کے مجرم کی حیثیت سے خالق دینا ہال میں قائم عدالت میں انگریز جج کے سامنے کھڑے ہیں۔ جج نے پوچھا کہ:

حسین احمد کیا تم نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ انگریزوں کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے؟

تو آپ نے فرمایا: "ہاں! انگریزی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے۔"

تب انہیں گولی مار دیئے جانے کا آرڈر حکومت نے جاری کیا، لوگوں کا خیال تھا کہ اب مولانا کبھی اسٹیج پر نہیں آئیں گے لیکن کراچی کی خلافت کانفرنس میں نو لاکھ کے اجتماع کو خطاب کرنے جس وقت آپ آئے ہیں کفن آپ کی بغل میں دبا ہوا تھا۔ چاروں طرف انگریزوں کی توپوں اور بندوقوں کا گھیرا تھا، آپ نے انگریزوں کی توپوں کو بلبل سے اور گولوں کو گل سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا۔

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
شہید ناز کی تربت کہاں ہے

پھر انگریزوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔

وہ کھلونا سمجھ کر یوں نہ برباد کرنا
ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں
فرنگی کی فوجوں کی حرمت کے فتوے
سردار گردوں پہ گائے ہوئے ہیں

ختم نبوۃ

اس طرح ان برگزیدہ حضرات نے حصولِ آزادی کی خاطر سب کچھ گوارا کرلیا۔ صعوبتیں برداشت کیں، سفر کی صعوبتیں و تکلیفیں اور اس راہ میں آنے والی تمام پریشانیوں کا خندہ پیشانی سے سامنا کیا۔ آزادی کے پیڑ کو اپنے خونِ جگر سے سینچا، اس چمن کی آزادی کے لئے بے پناہ قربانیاں دینے والوں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ اس کی فہرست تیار کرنا ہی ایک عظیم الشان اکیڈمی کا کام ہے۔ پھر بھی جن سربر آوردہ علماً نے انگریزی فوجوں اور اقتدار کے ظلم و ستم کا مقابلہ آمنے سامنے کی پوزیشن میں کیا، ان میں نمونے کے طور پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مفتی عنایت اللہ، مولانا فضل حق خیرآبادی، مولانا آزاد سبحانی، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا ضامن شہید، شاہ اسمٰعیل شہید، سید احمد شہید، مولانا جعفر تھانیسری، مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکی، حکیم اجمل خان، مولوی پروفیسر برکت اللہ بھوپالی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا ظفر علی خان، مولانا عبدالحق، مولانا احمد اللہ مدراسی، مولانا عظیم اللہ خان، مولانا حسرت موہانی، ڈاکٹر انصاری اور مولانا ابوالکلام آزاد رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اکابر علماً کی طویل فہرست ہے۔ جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ آزادی کے حصول کی جدوجہد میں کام آیا، انہیں کی انتھک جدوجہد سے آزادی کی یہ دولت نصیب ہوئی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اگر علماً ہندوستان میں جنگ آزادی کی قیادت نہ کرتے اور اتنی عظیم قربانیاں نہ دیتے اور اگر ریشمی رومال کی تحریک، بالاکوٹ، شاملی، پلاسی کی جنگ نہ ہوتی تو ہندوستان اس طرح آزاد نہ ہو سکتا۔ ان علماً کی وطن دوستی، وطن پرستی، جدوجہد، قربانیوں اور سرفروشی کا ایک دم بھلا دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے عوام اور خصوصاً نئی نسل کے خام دماغوں میں غلط فہمی پیدا کی گئی ہے۔

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلا شخص جس نے ہندوستان کی مکمل آزادی کا سب سے پہلے مطالبہ پیش کیا وہ مولانا سید فضل الحسن حسرت موہانی تھے۔ ۱۹۲۱ء کے اواخر میں انڈین نیشنل کانگریس کے جلسے میں انہوں نے جو قرارداد پیش کی تھی اس کے الفاظ ہیں:

"نیشنل کانگریس" کا مقصد جائز اور پرامن ذریعہ سے ہندوستان کے لئے ایسا "سوراج" یا "مکمل آزادی" حاصل کرنا ہے، جو تمام بیرونی تسلط سے آزاد ہو۔"

اس اجلاس میں مہاتما گاندھی بھی موجود تھے۔ مگر کانگریس نے یہ قرارداد منظور نہیں کی۔ ۱۹۲۷ء میں کانگریس نے یہ بات تسلیم کی اور ۱۹۴۲ء میں انگریزوں! بھارت چھوڑو تحریک شروع ہوئی۔ مولانا کا مطالبہ سن کر تمام کانگریسی لیڈر کانپ اٹھے تھے اور سالہا سال تک کسی کو اس طرف رخ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ بعد میں یہ مسلم دانشوروں کا ہی دباؤ تھا کہ ۱۹۲۹ء میں اس قرارداد کانگریس نے اپنے عقائد میں شامل کیا، جیل میں انہوں نے کہا تھا۔

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی
ایک طرفہ تماشا ہے، حسرت کی طبیعت بھی
جو چاہے سزا دے لو! تم اور بھی کھل کھیلو
پر ہم سے قسم لے لو، کی ہو جو شکایت بھی
ہرچند ہے دل شیدا، حریت کامل کا
منظور دعا لیکن ہے، قید محبت بھی

☆☆............☆☆

بقیہ: صراط مستقیم

جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو مجھے ان کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا ایسا کروں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہوں۔"

تشریح: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ میرا ضمیر، میری فطرت، میری عقل اور وحی الٰہی جو مجھ پر اترتی ہے یہ تمام چیزیں مجھ کو اس سے روکتی ہیں کہ میں کامل اور خالص توحید سے ذرا بھی قدم ہٹاؤں۔ خواہ تم کتنے ہی حیلے اور بہانے کرو میں کبھی تمہاری خوشی اور خواہش کی پیروی نہیں کر سکتا، اگر بفرض محال پیغمبر کسی معاملہ میں وحی الٰہی کو چھوڑ کر عوام کی خواہشات پر چلنے لگیں تو خدا نے جن لوگوں کو ہادی بنا کر بھیجا تھا معاذاللہ وہی بھٹک گئے تو پھر ہدایت کا بیج دنیا میں کس طرح رہ سکتا ہے؟ تو پھر ہدایت اسلام، دین حق کا کس طرح بول بالا ہو سکتا ہے۔

اعتذار

ہفت روزہ ختم نبوت شمارہ ۱۵ کے آخری صفحہ (۲۷) پر

شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

کے خلفاء کرام کی فہرست میں "حضرت مولانا گل حبیب صاحب لورالائی بلوچستان" کا اسم گرامی سہواً شائع ہونے سے رہ گیا، جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

ختم نبوۃ

مرتب: مولانا محمد اشرف کھوکھر

علم و آگہی قرآنی تعلیمات اور سائنسی حقائق کی روشنی میں

اسلامی علوم کا نقطہ آغاز علم القرآن سے ہوا ہے، قرآن کے علاوہ باقی تمام تحریروں کا بتدریج بے اثر ہونا ان کی قسمت ہے "ماضی" میں تبدیل ہونے والا ہر "حال" کائنات کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھانے کی ہر انسانی جستجو کا نتیجہ قرآن کی حقیقت کا بار بار زندہ اور قائم و دائم ہونے کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔...... (مدیر)

کائنات کا لامحدود، حسن ایک نقطہ سے شروع ہو کر لکیر کی صورت اختیار کر کے قوس اور دائروں میں ڈھل کر مختلف دلکش جمالیاتی نقش و نگار میں بدل جاتا ہے، جو کائنات کے عظیم شاہکار "انسان" میں علم و آگہی کے حصول اور کائنات کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھانے کی جستجو اور حقیقت تک پہنچنے کا داعیہ پیدا کرتا ہے۔

کائنات کے اسرار و رموز پر سے پردہ اٹھانے کی مسلسل جستجو نے انسان کو دوسری مخلوق سے ممتاز کر کے اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو اعلیٰ ترین صفات عطا کی گئیں تاکہ وہ کائنات کی تحقیق میں چھپی حکمت کو جان کر اسے مسخر کرے۔

اسلامی علوم کا نقطہ آغاز علم القرآن سے ہوا جس نے بعد میں مدرسہ کی شکل میں ایک مستحکم اور باقاعدہ نظام درس و تدریس کی شکل اختیار کی۔

اسلام جو دین فطرت ہے علم و حکمت کے حوالے سے انسان پر ایک بھاری ذمہ داری عائد کرتا ہے اور اس اہم بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ قوموں کی سرداری علم و دانش کے بغیر ناممکن ہے۔ جہالت کے اندھیروں میں ڈوبی قوم کسی دوسرے کو صراط مستقیم کیسے دکھا سکتی ہے؟ علم و آگہی کا اصل منبع، محور و مرکز قرآن مجید ہے اگر دنیا کے تمام انسان مل کر بھی قرآن کی عظمت پوری طرح بیان کرنا چاہیں تو بھی ان کے لئے ممکن نہیں ہوگا۔ قرآن کے علاوہ باقی تمام تحریروں کا بتدریج بے اثر ہونا ان کی قسمت ہے۔ ہر چیز کی ایک انتہا ہے مگر ہر بار ثابت ہوتا ہے کہ ماضی میں تبدیل ہونے والا "ہر حال" قرآن کی حقیقت کا بار بار زندہ اور قائم و دائم ہونے کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ قرآن کریم کی ایک آیت کو گلاب کے پھول سے تشبیہ دی جا سکتی ہے جو تہ در تہ پتیوں سے ڈھکے رہتے ہیں۔ حسن و جمال سے مزین اس کائنات کی ہر چیز کو قرآن میں بیان کر دیا گیا ہے۔ کائنات کے یہ خورد و نقش و نگار، یہ گل و گلستاں، یہ پھول اور پھل، یہ زمین و آسمان، سورج، چاند، ستارے، یہ ہوا اور پانی پہاڑ، دریا اور سمندر، یہ کہکشاں اور قوس قزح کے دلکش بھی، غرض کہ کائنات کا ایک ایک نقطہ اور جمالیاتی نقش و نگار خالق کائنات کی تخلیق کا خوبصورت شاہکار ہے۔

قرآن مجید کی سورۃ اعراف میں دعوت، غور و فکر دیتے ہوئے فرمایا:

"اولم ینظروا فی ملکوت السموت والارض وما خلق اللہ من شئی"

ترجمہ: "اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں۔"

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے، اور تمہارا الب و لہ، اور رنگوں کا الگ الگ ہونا ہے، اس میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں"

(سورۃ روم: رکوع ۵)

"رب السموت والارض وما بینهما ورب المشارق"

ترجمہ: "وہ زمین اور آسمانوں کا اور تمام ان چیزوں کا مالک ہے جو زمین و آسمان میں ہیں اور سارے مشرقوں کا مالک ہے۔"

قرآنی آیات اور سائنسی حقائق کے مصنف ڈاکٹر ہلوک نورباقی (ترکی) کے مترجم سید محمد فیروز شاہ نے آیت درج بالا کے بارے میں قرآنی نظریات بیان کئے آیت زیر مطالعہ کو سمجھنے کے لئے پہلے اس کے سیاق و سباق پر غور کرنا چاہئے۔

آیت کے شروع میں اعلان کیا گیا ہے کہ صرف اللہ ہی معبود ہے آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے۔ ہمارے محدود علم کے اندر اللہ کی ربوبیت کا اظہار کیا گیا ہے چونکہ زمین، آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کا ذکر کیا گیا ہے تو ایک مخصوص حقیقت اور فضا کے متعلق علم کے تسلسل کا ہی بیان مقصود ہے۔ لیکن آیت یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ یہاں ایک نئے نظریئے کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ جب کہا گیا کہ: "وہ (اللہ) سارے مشرقوں کا مالک ہے۔" چنانچہ زمین آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اس کے علاوہ اب ہمارے پاس مشرقین کا نظریہ بھی ہے عربی میں جمع کا صیغہ تین یا اس سے زیادہ چیزوں کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح اللہ کم از کم تین مشرقین یا ان سے زیادہ کا مالک ہے۔ یہ آیت کس قسم کا سائنسی نظریہ پیش کر رہی ہے؟ یہ دیکھنے سے قبل ہمیں سائنس کے بنیادی حقائق کو ذہن میں لانا چاہئے۔

عام طور پر ہم فضا کا تصور تین جہتوں میں لیتے

ہیں، کسی چیز کا وجود اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کتنی جگہ گھیرتی ہے اور اس کی نسبت لمبائی چوڑائی اور اونچائی سے کیا ہے اور اس کا موقع یا جگہ کیا ہے۔

مگر کیا کائنات صرف ان تین جہتوں کے مخصوص مقام پر ہی مشتمل ہے؟ آئن اسٹائن کے نظریہ اضافیت (جس کے مطابق مطلق حرکت کا تعین ناممکن ہے اور وقت کی قدر بھی مطلق نہیں ہے) سے قبل سائنس دانوں کا خیال تھا کہ کائنات تین جہتوں یا پہلوؤں پر مشتمل ہے، لیکن مشہور زمانہ ماہرین طبعیات نے ثابت کیا کہ حساب کے علم کی بنیاد پر شمار کرنے سے فضا میں تین سے زیادہ پہلو یا جہتیں ملتی ہیں۔ چوتھی، پانچویں یا زیادہ تعداد میں جہتیں ہو سکتی ہیں۔ جو فضا کے نظریات میں نئے اضافے کر سکتی ہیں۔ آئن اسٹائن کے کہنے کے مطابق چوتھی جہت وقت ہے۔ جیسی کہ اونچائی، چوڑائی اور لمبائی کی جہتیں ہیں۔ یہ دوسری جہتوں کے ساتھ ساتھ موجود ہے۔ ہمارا بصری ادراک اگرچہ صرف تین جہتوں کو ہی دیکھ سکتا ہے۔ دراصل کچھ جاندار تو گہرائی کی جہت کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔ مثلاً چھپکلیاں اور سانپ اپنے اردگرد کو صرف دو جہتوں میں ہی دیکھ سکتے ہیں جیسا کہ ایک تصویر نظر آتی ہے۔

علم فزکس کے اس اہم مقام سے ہمیں فضاؤں کا مشاہدہ ان نظریات سے الگ طریقوں سے کرنا پڑے گا کہ جس طرح کہ ہم اپنے اردگرد کو، فضا کو اور کائنات کو دیکھتے ہیں۔ ان فضاؤں میں ایک خاص سمت میں حرکت کی رفتار مختلف ہوتی ہے، وقت مختلف ہوتا ہے، عمل مختلف ہوتا ہے اور اسی طرح مفہوم میں ایک نقطہ پر مرکوز ہونے کے طریقے اور واپسی یا بازگشت بھی مختلف ہوتے ہیں۔ اسی لئے قرآن میں دیا گیا دنیاؤں کا نظریہ ان متضاد فضاؤں کی تشریح کرتا ہے۔ آسمانی زندگی، جنت، دوزخ اور روحوں کی زندگی یہ سب ان کائناتی دوامی اور جاری حقائق کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کو تصور میں لانے کے لئے ہمارے لئے حقیقی مشکل اس دنیا میں موجود تین جہتی والے نظام کی وجہ سے ہے۔

اس سائنسی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے اب ہم دوبارہ اس آیت کریمہ کے آخری حصہ کی طرف آتے ہیں: "وہ (اللہ) سارے مشرقوں کا مالک ہے۔" یہ حقیقت ہے کہ مشرق ایک سمت کا بیان ہے یہ ایک پیائش ہے۔ یہ تعریف اس وقت سامنے آئی جب پہلی دفعہ سورج کے متعلق حقائق ڈھونڈے جا رہے تھے جیسا کہ لفظ کل وقوع یا سمت بھی مشرق کی نسبت سے اسی سمت کو ظاہر کرتا ہے، جو کہ پہلی پیائش ہے اگرچہ قرآن میں دوسری جگہوں پر رب المشرقین و رب المغربین کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، مگر اس آیت کریمہ میں صرف رب المشرقین کا ذکر ہے، اس لئے اس پر تفصیلی غور و فکر کی ضرورت ہے۔

اصل نقطہ یہ ہے کہ مشرقین کا ذکر کچھ سمتوں کے سلسلوں کے بارے میں ہے جو یہاں کی موجودات سے جنہیں ہم زمین اور آسمان کہتے ہیں، مختلف ہیں۔ اس آیت کے توسط سے اللہ تعالیٰ ہماری توجہ ان دنیاؤں کی طرف دلا رہا ہے جن کی سمتیں اور پیائشیں ان سے مختلف اور جدا ہیں جو ہم اس دنیا میں جانتے ہیں۔ ایک طرح سے اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ: "میں مشرقین کا رب ہوں۔" تاکہ وہ لامحدود پیائشوں اور فاصلوں کو بیان کرے جن کے متعلق موجودہ دور کی فزکس نے ابھی حال ہی میں کچھ دریافتیں کی ہیں، مگر صرف مشرقین ہی کیوں؟ اس لئے کہ پیائش کی تعریف یا تشریح میں مشرق پہلے آتا ہے جبکہ مغرب تو مشرقی پیائشوں کی مخالف سمت میں ایک وسعت یا پھیلاؤ ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ آیت غیر محدود قالب یا سانچے میں ہزاروں فضاؤں اور دنیاؤں کی کھلی نشاندہی کرتی ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اوپر کے معنوں کے علاوہ بھی اور بہت سے معانی ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے میں ایسے مزید دو معنوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

"مشارق" کے لفظ کے بالواسطہ معنی سے "پیدائش" کا مفہوم بھی ظاہر ہوتا ہے جو ایک مختلف سائنسی حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے۔ مشرق جو کہ سورج کے طلوع کی سمت ہے اس طرف اشارہ کرتی ہے جس طرف زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔ تو اس طرح تو ہم ایک مشرق دیکھتے ہیں یا یہ کائنات کی ایک ہی حرکت ہے؟ اس کا جواب نفی میں ہے۔

جبکہ زمین سورج کے گرد گھوم رہی ہے تو اسی وقت سورج بھی اپنے دوسرے ستاروں کے ساتھ ستاروں کی ثریا کے گرد چکر کاٹ رہا ہے۔ ستاروں کی یہ ثریا پھر مزید عظیم تر ثریا کے مرکزی محور کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ اس مفہوم میں ہم تین مختلف مشرقین کی بات کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

رب المشرقین میں یہ معنی پنہاں ہیں جو کائنات کے متعلق ان انتہائی دلچسپ حقائق کو پوری طرح ثابت کرتے ہیں جہاں رب العالمین کہتا ہے: "ہم بہت سارے مشرقوں کے مالک ہیں۔" یہ حقیقت کہ اس آیت سے مغرب مشرق کا جانشین نہیں بنتا اس کی تصدیق ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زمین کے یہ چکر بہت سی مختلف سطحوں پر ہیں۔

اگر ہم آیت کو زمین پر سمت کے لحاظ سے دیکھیں تو کرہ پر مشرق ہر مقام کی نسبت سے مختلف ہوگا۔ ترکی کا مشرق، مغربی علاقوں کی نسبت سے ان کے مشرق میں ہے، جبکہ ترکی کا مشرق درحقیقت ایران کا مغرب ہے، اس لئے مشرق کا نظریہ کرہ ارض کے ہر مقام پر مختلف ہے اور یہ نظریات مشرقین کا مجموعی تاثر پیدا کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ایک کرے کی سطح کو جیومیٹری کے حساب سے پیش کرتی ہے۔

آئیے اب اس آیت کریمہ کو دوبارہ پڑھیں تاکہ سائنس کے مشاہدات زیادہ صحیح طور پر ثابت ہو سکیں: "وہ زمین اور آسمانوں اور تمام ان چیزوں کا مالک ہے جو زمین اور آسمانوں کے درمیان ہیں، وہ سارے مشرقوں کا مالک ہے......" یہ ارشاد: "جو زمین اور آسمانوں کے

درمیان ہے۔" کیا معنی بیان فرماتا ہے؟ یہ تو حقیقت ہے کہ شہاب ثاقب، ستارے، فرشتے اور بہت سی نامعلوم مخلوق آسمان کی مختلف سطحوں پر موجود ہیں مگر یہ ہیں کہاں؟ جہاں تک ہم بتا سکتے ہیں یہ وہ غیر مرئی شعاعیں ہیں

اس ارشاد: "وہ مالک ہے ان تمام چیزوں کا جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہیں۔" کی مدد سے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا ہے کہ یہ تمام توانائی کے ٹکڑے اور شعاعیں ایک وسیع مادی نظام کی تشکیل صرف اس نقطہ نظر سے کرتی ہیں کہ یہ تمام اللہ کی ملکیت ہیں۔

جدید فزکس کے علم کی رو سے یہ نہ سمجھ آنے والی توانائیوں اور شعاعیں کائنات کی تباہی کا باعث نظر آتی ہیں، لیکن اس نظریہ کے خلاف یہ آیت مبارکہ ظاہر کرتی ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں یہ چیزیں ایک عظیم الشان مادی توازن کا باعث ہیں۔ اسی بات کو اللہ رب العزت نے سورۃ فاطر رکوع ۱۷ میں ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ: "یعنی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ نہ دیں، اور اگر وہ موجودہ حالت کو چھوڑ بھی دیں تو پھر خدا کے سوا اور کوئی ان کو تھام نہیں سکتا، وہ حلیم و غفور ہے۔

کھلتے ہوئے عقدے نظر آتے ہیں ہزاروں
معلوم ہوا اعقدہ کشا بھی ہے کوئی چیز
تدبیر سدا راست جو آتی نہیں اکبر
انسان کی طاقت سے سوا بھی ہے کوئی چیز

بقیہ: شانِ خاتم النبیین

جب بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ بارش کے آثار معلوم ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گرانی محسوس ہوتی ہے؟ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عائشہؓ! مجھے اس کا کیا اطمینان ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو۔ قوم عاد کو ہوا کے ساتھ ہی عذاب دیا گیا اور وہ بادل دیکھ کر خوش ہوتے تھے کہ اس بادل میں ہمارے لئے پانی برسایا جائے گا حالانکہ اس میں عذاب تھا۔"

ختم نبوۃ

مولانا محمد اسحٰق ساقی

بہاولپور میں رَدِ قادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے زیر اہتمام مورخہ ۱۳ تا ۱۶/ اگست کو جامع مسجد اشرف غلہ منڈی میں چار روزہ "رد قادیانیت کورس" منعقد ہوا جس میں بیسیوں علماٴ کرام و طلبہ، صحافی، وکلا اور مختلف طبقات زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ کورس نماز عصر سے نماز عشاٴ تک جاری رہا۔ کورس کے شرکاٴ سے فاتح ربوہ حضرت مولانا خدا بخش مدظلہ نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر قرآن و حدیث کے دلائل و براہین سے بھرپور لیکچر دیئے اور قادیانیوں کی طرف سے اجرائے نبوت کے شبہات کے جوابات تحریر کروائے۔ موصوف کا بیان چاروں روز عصر سے مغرب تک ہوتا رہا۔ مولانا موصوف نے اپنے لیکچرز میں فرمایا کہ قادیانیوں کے پاس اجرائے نبوت پر قرآن و حدیث سے ایک بھی دلیل نہیں ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ کسی قادیانی ماں نے بیٹا نہیں جنا جو مرزا قادیانی کی نبوت کو قرآن و حدیث اور اقوال سلف سے ثابت کر سکے۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے "حیات و وفات مسیح" اور "رفع و نزول عیسٰی علیہ السلام" کے عنوان پر مغرب تا عشاٴ تک درس دیا۔ مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ رفع و نزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہٴ چودہ سو سال سے امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ چلا آرہا ہے، جو قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ انہوں نے قرآن پاک کی مختلف آیات پر درس دیتے ہوئے بتایا کہ قرآن پاک نے یہود و نصاریٰ کے غلط عقائد کی تردید کی، وفات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ عیسائیوں میں مروج چلا آرہا تھا قرآن پاک "بل رفعہ اللہ الیہ" فرما کر اس عقیدہ کی تردید کی اور حیات مسیح علیہ السلام کا اثبات کیا۔ تیسرے روز مولانا شجاع آبادی نے رفع و نزول کے عقیدہٴ کو احادیث رسول ﷺ سے ثابت کرتے ہوئے ۳۷ احادیث اور دسیوں اقوال صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین اور محدثین ہیں۔

انہوں نے کہا کہ قادیانی اس مسئلہ میں دجل و تلبیس سے کام لیتے ہوئے آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کے مفہوم کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں، کوئی ایک آیت یا صحیح حدیث ان کے پاس نہیں جس سے مسیح علیہ السلام کی وفات کو ثابت کیا جا سکے۔ کورس جناب حافظ سعید احمد کی دعائے خیر سے اختتام پذیر ہوا۔

ختم نبوۃ

تحریر: راؤ شمشیر علی خان

قادیانی امت کا گھناؤنا کردار حقائق کے آئینہ میں

دوسرا خط:

پوری تفصیل کے لئے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۳ مرزا غلام احمد میں یہ خط اپنے پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں اپنی مرضی سے نہیں، آپ میرے اس خط کو اپنے خاص صندوق میں محفوظ رکھیں، یہ خط بڑے سچے اور امین کی جانب سے ہے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس میں سچا ہوں اور جو کچھ میں نے وعدہ کیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور میں نے جو کہا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ سے بذریعہ الہام کہلوایا ہے اور یہ مجھے میرے پروردگار کی وصیت تھی۔ اس لئے میں نے اسے پورا کیا، ورنہ مجھے آپ کی یا آپ کی دختر محمدی بیگم کی ضرورت نہ تھی۔ اگر میرا یہ دعویٰ جھوٹا ہو تو سچائی ظاہر نہ ہو تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈال دینا ایسی سخت سزا دینا کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دی گئی ہو، یہ خط بنام احمد بیگ کا ۱۳۰۴ھ میں لکھا گیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم کو حاصل کرنے کی غرض سے اس کے باپ مرزا احمد بیگ کو دولت عزت زمین اور اس کے لڑکے کو برطانوی پولیس میں اعلیٰ عہدہ دلانے کا بھی وعدہ کیا تھا۔

قارئین کرام! غور و فکر سے مرزا قادیانی کا عشق دیکھو کہ محمدی بیگم کے عشق میں ایسے ایسے جھوٹے دعوے الزام خداوند عالم کی پاک ذات پر لگائے، الہام ہونے اور خداوند عالم کی طرف سے حکم بناکر غلط بیان دیئے۔ ایسے انسان سے خداوند عالم کے پیغمبر کیسے سچائی پر مبنی رہ سکتے تھے، جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر جھوٹ بولا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر حملے کئے، حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ و حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسے جلیل القدر پیغمبروں کی شان میں غلط الفاظ بیان کئے۔ مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ پیشگوئی غلط ثابت ہوئی، کیونکہ مرزا قادیانی لاہور میں فوت ہوا اور پاخانہ میں مرا، اس کے بعد بھی محمدی بیگم زندہ رہی، اس کا خاوند اور والد مرزا احمد بیگ کافی عرصہ تک زندہ رہے حالانکہ مرزا قادیانی کہتے تھے کہ ڈھائی سال کے بعد محمدی بیگم کا خاوند اور تین سال بعد والد فوت ہو جائے گا۔ یہ جھوٹ ثابت ہو چکا ہے، محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد سے ہوا، ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی، بہت عرصہ تک وہ زندہ رہے، نہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی سے ہوا، نہ وہ دونوں حضرات کئی سال تک فوت ہوئے۔ یہاں تک کہ محمدی بیگم اور اس کا خاندان مرزا قادیانی کی اس جھوٹی نبوت پر ایمان بھی نہ لائے اور محمدی بیگم مرزا قادیانی کو شیطان ابلیس کے نام سے پکارا کرتی تھی اور محمدی بیگم مرزا قادیانی کی موت کے بعد بھی عرصہ تک زندہ رہی۔ مرزا قادیانی تمام الہام جھوٹ کا پلندہ تھے۔

ایسے مجنون، پاگل انسان کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ماننا کتنا بڑا گناہ ہے کہ اس مجنون نے اپنی بڑی بڑی کتابوں میں نبوت رسول اور صاحب شریعت ہونے کے کتنے بلند بانگ دعوے کئے ہیں کہ آج تک یہ جھوٹا نقارہ بج رہا ہے۔

ایسی غلط جھوٹی نبوت زبردستی روپیہ، دولت، عہدے، لالچ کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے؟ جس کی قدر و قیمت کوئی نہیں یہ ایک انگریزی چال تھی جو ہندوستان میں اپنی حکومت کو مضبوط بنانے کی غرض سے چلی تھی، نہ آج ہندوستان پر انگریزی حکومت رہی اور نہ ہی انشاء اللہ یہ فتنہ مسیلمہ کذاب (مسیلمہ پنجاب) باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ خود فرماتے ہیں۔

مرزا قادیانی جیسے مجنون آدمی کو اگر کوئی کافر نہ مانے تو وہ خود کافر ہے۔ ذرا ہم آپ سے ہی دریافت کرتے ہیں کہ جو شخص مسیلمہ کذاب کو کافر نہ کہے تو آپ اس کو کیا کہیں گے؟ جو انسان قرآن مجید حدیث نبوی صلعم اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غلط بیان دے تو کیا آپ ایسے شخص کو پاگل نہیں کہیں گے تو کیا کہیں گے؟

اگر کوئی بت پرستی کرتا ہے، تو اس کو آپ کافر نہیں تو کیا کہیں گے؟ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں نازل ہونے والے عقیدہ کو جھٹلانا اور اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام ظاہر کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے عقیدہ کے مطابق مار دینا اور سری نگر کشمیر میں ان کی قبر بھی جھوٹی ثابت کر دینا کتنا بڑا جھوٹ ہے، پھر بھی اگر کوئی اپنے دل و دماغ سے نہ سوچے تو اس میں دین فطرت کا کوئی قصور نہیں ہے۔

محمدی بیگم کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے لڑکے فضل احمد سے اس کی بیوی کو طلاق دلوانے کا بندوبست کیا، کیونکہ مرزا شیر علی کی

لڑکی کی شادی مرزا قادیانی کے لڑکے سے ہوئی تھی، اور محمدی بیگم مرزا شیر علی کی ہمشیرہ تھی، نہ جانے مرزا قادیانی نے اپنے لئے کیا کیا حربے استعمال کئے۔

دولت، عہدے، زمین ہر چیز پیش کی گئی پھر اپنے لڑکے سے ناحق عزت بی بی کو طلاق کا بہانہ بنایا گیا، دوسرے مسلمان ہندو عیسائی تمام اس جھوٹی پیشگوئی کے منتظر تھے کہ دیکھو یہ جھوٹ کہاں تک جاکر ظاہر ہوتا ہے۔

مرزا کی پوری زندگی میں محمدی بیگم اس کو نہ ملی، مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد بھی محمدی بیگم زندہ رہی، اور اپنے اصل شوہر کے ہاں ان کے نکاح میں رہی۔

مرزا قادیانی کی یہ پیشگوئی جھوٹ ثابت ہوئی کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئے گی، اور محمدی بیگم کا باپ اور خاوند تین سال میں مرجائیں گے، وہ بھی کئی سالوں تک زندہ رہے، مرزا صاحب کی طرف سے مرزا نے اعلان کردیا کہ میرا نکاح آسمان پر اللہ تعالیٰ نے محمدی بیگم سے پڑھ دیا ہے، یہ بھی عجیب بات ہے کہ محمدی بیگم کا خاوند زندہ ہے اور پھر نہ جانے کون سے قانون سے بغیر طلاق کے محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی اپنے ساتھ کرنا ظاہر کرتے رہے، محمدی بیگم کا عقیدہ اہل سنت وجماعت تھا وہ مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتی تھی بلکہ جھوٹا کہہ کر پکارتی رہی۔

مرزا قادیانی کا ایک لڑکا فضل احمد بھی اس ناپتی نبوت پر ایمان نہیں لایا بلکہ وہ مسلمان حالت میں دنیا سے گیا، فضل احمد کی نماز جنازہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نہیں پڑھائی جواب یہ دیا کہ:

"میرا بیٹا فضل احمد میری نبوت پر ایمان نہیں رکھتا، اس لئے وہ مسلمان نہیں۔"

جب مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنی کتابوں میں لکھتا ہے کہ: "جو قوم میری نبوت پر ایمان نہیں لاتی وہ پکی کافر ہے۔"

کیا ہم قادیانی امت سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ:

"جب دنیا میں دوسرے پیغمبر نازل ہوئے، ان کی تعلیم اسی قوم تک رہی، جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل تھی، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے پر قادر ہے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی، آپ کی قوم عیسائی ہوئی، بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانا، وہ یہودی رہے۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مان لیا وہ عیسائی بن گئے، پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت کا آخری چراغ لے کر دنیا پر اپنی نبوت کی روشنی پھیلاتے ہوئے نازل ہوئے۔

جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لے آئے وہ مسلمان کہلائے یہودی اپنی جگہ پر قائم رہے، عیسائی اپنی جگہ پر قائم رہے، اور اب مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوگئی۔ اگر قادیانی امت مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو مانتی ہے تو پھر قادیانی امت مسلمان نہ رہی، کیونکہ انہوں نے نئے نبی کو مانا۔

نئے نبی کو ماننے کے بعد قادیانی امت مسلمانوں سے جدا ہوگئی جس طرح عیسائی اپنے اپنے پیغمبروں کے ساتھ رہے، جب نیا نبی دنیا پر نازل ہوا تو نئی قوم بھی ہوئی۔

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ مسلمانوں کی جماعت سے جدا ہوگا، چاہے وہ مرزا غلام احمد ہو یا پھر مسیلمہ کذاب ہو یا کوئی اور ہو، جو انسان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرے گا، وہ مسلمان نہیں رہے گا بلکہ نئے دعویدار کی نبوت کے ساتھ وہ ایک جداگانہ امت ہوگی۔

ختم نبوۃ

اس لئے اب یہ بات صاف صاف وضاحت سے لکھی ہے کہ قادیانی امت مسلمان نہیں ہے، نہ ان کا کوئی رشتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہے۔ قرآن مجید، حدیث نبوی صلعم، فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق قادیانی امت مسلمان ہرگز ہرگز نہیں ہے۔

ہندوستان پاکستان کے ایک سو ۱۰۹ علماء کرام نے مشترکہ طور پر فتویٰ دیا کہ قادیانی امت کافر ہے، ان علماء کرام میں تمام مسلمانوں کے نمائندے تھے دیوبندی، بریلوی مکتبہ فکر کے تمام علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کو ماننے والے کافر ہیں۔

ان کا کوئی رشتہ اسلام سے یا مسلمانوں سے نہیں ہے، اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اندھا ہی ہوگا، جس کو ہاتھی بھی نظر نہیں آتا، باقی مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طابع امتی نبی ہوں، اس سفید جھوٹ کی وضاحت یہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ رضی عنہما کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر کوئی میرے بعد نبی ہوتا تو عمر فاروقؓ ہوتا، ایک مرتبہ حضرت علیؓ کی بابت بھی فرمایا کہ حضرت علیؓ کی مثال میرے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام جیسی ہے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کوئی انسان بھی دعویٰ نبوت کرے گا وہ کافر دجال کذاب ہوگا۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند علماء کرام نے اپنے وقت کے بڑے علماء سے پوچھا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ خلافت راشدہ کے پورے طریقے پر قائم رہے، خلافت راشدہ کا زمانہ یاد آنے لگا تھا، اب بتاؤ کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کا درجہ اور صحابہ کرامؓ کے درجات میں کتنا فرق ہے۔

رپورٹ: ابو مریم

پندرھویں توحید و سنت کانفرنس میں علمأ کرام کے خطاب

جمیعت علمأ برطانیہ کے زیر اہتمام پندرھویں توحید و سنت کانفرنس جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے رئیس ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی صدارت میں جامع مسجد ویکفیلڈ میں منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک اور ہدیہ نعت کے بعد جمیعت علمأ برطانیہ کے سیکریٹری جنرل مفتی محمد اسلم نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ جمیعت علمأ برطانیہ یورپ کے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور اسلامی تشخص کی بحالی کے لئے بھرپور جدوجہد جاری رکھے گی اور برطانیہ یا یورپ نے کوئی غیر اسلامی قوانین بنانے کی کوشش کی یا مسلمانوں کی نئی نسل پر اپنی تہذیب مسلط کرنے کی کوشش کی تو اس کا بھرپور دفاع کرے گی، اسی طرح دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کو جب بھی تعاون و امداد کی ضرورت ہوگی ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان سے ہر ممکن تعاون کرے گی۔ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث مفتی نظام الدین شامزئی نے کہا کہ آج طالبان حکومت کو ختم کرنے اور چیچنیا اور کشمیر کے مسلمانوں کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے دنیائے کفر متحد ہو چکی ہے، پہلے بوسینیا اور کوسوو میں نسل کشی کرکے مسلمانوں کو مٹانے کی کوشش کی گئی، اب چیچنیا میں مسلمانوں کی نسل کشی کے لئے روس کو کھلے عام چھٹی دے دی گئی ہے۔ روس جس کو مٹانے کے لئے امریکہ نے افغانستان سے تعاون کیا اب اسلام اور نفاذ شریعت کی مکمل پاسداری کی وجہ سے طالبان حکومت کے خلاف روس سے اتحاد کر لیا ہے اور معاہدہ کرا لیا ہے۔ اس سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ امریکہ ہر حال میں اسلام کو مٹانے کے درپے ہے، اسی لئے وہ جہاد کو دہشت گردی اور خون ریزی سے تعبیر کرکے مسلمانوں کو مذہبی فریضہ سے روکنا چاہتا ہے، دشمنوں کے اس نظریہ کو ہم کسی صورت بھی قبول نہیں کریں گے، اور نماز، روزہ، زکوٰۃ کی طرح جہاد جاری رکھیں گے اور اسلام دشمن قوتوں کو جہاد کو بدنام کرنے کی اجازت نہیں دیں گے اور نہ ہی جہاد جیسے مقدس مذہبی فریضہ کو فرقہ واریت کے بھینٹ چڑھنے دیں گے۔ جمیعت علمأ اسلام کے سیکریٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا کہ جمیعت علمأ برطانیہ کی اس کانفرنس کی وساطت سے ہم امریکہ، یورپ پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کرے اور نہ ہماری مسلم تہذیب و معاشرت پر انسانی حقوق کے حوالے سے قدغن لگانے کی کوشش کرے۔ اسلامی احکامات کے حوالے سے ہم دنیا کے ہر مفاد کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آج این جی اوز کے ذریعہ امریکہ، یورپ امداد کے نام پر عیسائیت، قادیانیت اور یہودیت کی تبلیغی سرگرمیوں کو فروغ دے رہا ہے، جس کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ہم نے ان مغربی حکومتوں پر واضح کردیا ہے کہ امداد کی آڑ میں یہ دین دشمن سرگرمیاں جاری رہیں تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ ہم کسی پر جارحانہ حملہ یا وار نہیں کرتے لیکن اپنے دفاع سے بھی غافل نہیں رہ سکتے اگر اسلام لانے پر کسی کو زبردستی مجبور نہیں کیا جاسکتا تو اسلام سے مرتد بنانے کی بھی کسی کو اجازت نہیں دی جاسکتی۔ افغانستان، طالبان، چیچنیا اور کشمیر کے سلسلے میں امریکہ اور مغرب نے اپنا رویہ تبدیل نہیں کیا تو وہ مسلمانوں کی نفرت کے جذبات سے نہیں بچ سکیں گے اور ان ممالک کو مسلمانوں کی نفرت مہنگی پڑے گی۔ طالبان حکومت کے خلاف کسی بھی اقدام کو مسلمانوں کے خلاف اقدام تصور کرتے ہوئے جہاد کے اعلان سے گریز نہیں کیا جائے گا۔ جو قوم سپر طاقت روس سے ٹکرا سکتی ہے وہ امریکہ سے بھی ٹکرا سکتی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج قادیانی ایک طرف مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈوں میں مصروف ہیں اور دوسری طرف عیسائیوں اور یہودیوں کی سرپرستی میں بھی مسلمانوں کی نئی نسل کو گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں، ایسی صورت حال میں ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ہم نئی نسل کے ایمان کی حفاظت اور ان کو کفر سے بچانے کے لئے تبلیغی جدوجہد شروع کریں۔

جمیعت علمأ اسلام صوبہ بلوچستان کے امیر مولانا محمد خان شیرانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت مسلمانوں کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ عمل کے لحاظ سے کمزور ہیں۔ توحید و سنت کے دعویدار ہیں لیکن توحید پر پختگی اور سنت پر عمل کرنا اپنے لئے مصیبت تصور کرتے ہیں، جس کی وجہ سے یورپ کی این جی اوز کے لئے میدان کھلا ہوا ہے کہ وہ جس طرح چاہیں نئی نسل کو دین سے گمراہ کردیں۔ اس لئے علمأ کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمانوں کے عقیدہ کی درستگی کے ساتھ ساتھ ان کو سنت پر عمل کرنے کی تلقین کرے اور ان کو ایسے اخلاق سے مزین کریں کہ ان کو دیکھ کر کفار بھی اسلام کی حقانیت کے قائل ہو جائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن مجلس شوریٰ مولانا مفتی محمد جمیل خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج یورپ کے مسلمانوں کی سب سے بڑی ذمہ داری نئی نسل کے دین کی حفاظت ہے۔ یورپ کی تہذیب جس انداز میں ان میں سرائیت

ختم نبوۃ

کررہی ہے اگر ہم نے اس کا احساس نہیں کیا اور اپنے بچوں کو مساجد اور مکاتب قرآن کریم کے ساتھ نہ جوڑا، عقائد کی تعلیم دے کر ان کو اعمال صالحہ پر نہ لگایا، اسلام کے سلسلے میں ان کو مضبوط نہیں کیا تو چند سالوں میں نئی نسل تباہ ہو کر رہ جائے گی اور ان کا ایمان ختم ہو جائے گا، جس کی تمام تر ذمہ داری علماً کرام اور والدین پر عائد ہوگی۔ کانفرنس کی پہلی نشست سے مفتی خالد محمود، مولانا عبدالمجید ہزاروی، قاری نصیرالدین سواتی، حافظ عبدالقیوم نعمانی، مولانا عزیزالرحمٰن رحمانی، حافظ اکرام الحق ربانی، حاجی محمد ادریس، حافظ محمد ایوب، محمد عامر، مولانا محمد سلیم، مولانا امداداللہ قاسمی وغیرہ نے خطاب کیا۔

جمیعت علماً برطانیہ کے تحت پندرھویں ختم نبوت کانفرنس کی دوسری نشست مولانا عبیدالرحمٰن کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ قاری ممتاز کی تلاوت اور مولانا ابرار کی نعت سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ جمیعت علماً برطانیہ کے سیکریٹری اطلاعات حافظ اکرام نے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمیعت علماً برطانیہ نے مسلمانان یورپ کے حقوق کے تحفظ کے لئے جو اقدامات کئے اس کا نتیجہ ہے کہ موجودہ حکومت نے مسلمانوں کے پرسنل لاء کو قبول کر لیا اور انشاء اللہ العزیز حقوق کے حصول کے لئے جدوجہد جاری رہے گی۔ خاص کر مسلمانوں کو دینی تعلیم اور اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے کے لئے بھرپور اقدامات کرے گی۔ لارڈ نذیر احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج مسلم حکمرانوں کی غفلت کی وجہ سے مسلمان ہر جگہ ذلت کا شکار ہو رہے ہیں۔ سعودی عرب کے حکمران جو کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی نگاہوں کا مرکز ہیں اور امت مسلمہ دینی رہنمائی کے لئے ان کی طرف دیکھتی ہے، آج وہ حکمران امریکہ کے حکمرانوں کی خوشنودی اور ان کو الیکشن میں کامیاب کرانے کے لئے کروڑوں ڈالر پانی کی طرح بہا رہے ہیں، لیکن ان کے لئے افغانستان کی تعمیر، چیچنیا کے مظلوم مسلمانوں اور کشمیر کی آزادی کے لئے ایک روپیہ نہیں، یہی صورت حال دوسرے حکمرانوں کی ہے حالانکہ اگر یہ اپنے اکاؤنٹ کی سودی رقم بھی پسماندہ ملکوں کی تعمیر کے لئے خرچ کردیں تو کئی ممالک یورپ سے زیادہ ترقی یافتہ ہو جائیں۔

مسلم حکمرانوں نے اپنی روش نہیں بدلی تو مسلمان مجبور ہو جائیں گے کہ وہ ان کو اپنا رہنما تسلیم ہونے سے انکار کردیں۔ حرمین شریفین کے تقدس کے حوالے سے غریب اور پسماندہ مسلم ممالک سعودی حکمرانوں سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کی بھرپور اعانت کریں۔ کتنی محرومی کی بات ہے کہ ایشیا سے وزٹ پر آنے والے مسلمانوں کو اپنے ملک سے اس لئے ویزہ نہیں ملتا کہ وہ ایک ماہ سے زائد انگلینڈ میں قیام کریں گے اور انگلینڈ میں اس لئے ویزہ نہیں ملتا کہ وہ اپنے ملک سے ویزہ لیں، اس لئے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ وزٹ پر آنے والے ایسے مسافروں کو جو دو ماہ قیام کریں ان کو عمرہ کا ویزہ دیا جائے۔

برطانیہ کے وزیر خارجہ رابن کک نے اپنے پیغام میں کہا کہ برطانیہ کی موجودہ حکومت مسلمانوں کے مسائل حل کرنے میں بڑی دلچسپی رکھتی ہے۔ ہم نے اپنے امیدواروں میں مسلمان نمائندوں کو شامل کیا۔ حج کمیٹی تشکیل دی اور مکہ مکرمہ میں آفس کھول کر ان کے لئے بہتر انتظامات کے اقدامات کئے، جبری شادیوں کے مسئلہ میں علماً کرام کی رہنمائی میں قوانین وضع کئے اور ویزہ کا حصول بہت زیادہ آسان بنایا۔ پہلے شادی کرنے والے مسلمان ویزہ کے سلسلے میں سخت مشکلات کا شکار تھے اب آسانی کے ساتھ ویزہ جاری کیا جاتا ہے، اسی طرح وزٹ ویزہ میں بہت زیادہ سہولت دی گئی، دس میں ۹ درخواستیں منظور کرلی جاتی ہیں۔ اس سال ہم نے پونے دو ملین لوگوں کو وزٹ ویزہ جاری کیا۔ ہم مسلمانوں کے مسائل کے سلسلے میں ان کے مذہبی رجحانات اور شرعی مسائل کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جمیعت علماً اسلام صوبہ سندھ کے سیکریٹری جنرل ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے تفصیلی خطاب میں کہا کہ آج تحریک آزادی حاصل کرنے والے مسلمانوں کے خلاف زمین تنگ کردی گئی ہے، کافروں کو کھلی چھٹی دی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو جس طرح چاہیں ختم کریں۔ بوسینیا، کوسوو، چیچنیا، کشمیر، فلسطین اور برما میں مسلمانوں کی نسل کشی کی جارہی ہے اور اقوام متحدہ تماشائی بنی ہوئی ہے۔ عراق اور افغانستان پر معمولی بہانہ بنا کر حملے کئے جاتے ہیں اور روس اور اسرائیل اور ہندوستان کو آزادی دی گئی ہے کہ وہ جس طرح چاہیں فلسطین، چیچنیا اور کشمیر کے مسلمانوں کے ساتھ درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی آبادیوں اور شہروں سمیت ملیا میٹ کردیں، کیا کشمیر اور فلسطین اور چیچنیا کے بیٹوں کے کوئی انسانی حقوق نہیں؟

کیا مسلمان اس لئے رہ گئے کہ ایک طرف ان کو نسل کشی کر کے ختم کیا جائے اور دوسری طرف این جی اوز اور انسانی حقوق کے ذریعہ ان کی تہذیب و تمدن، اسلامی احکامات پر قدغن لگائی جارہی ہے، ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اسلامی احکامات پر عمل نہ کریں، پردے کو جبر اور داڑھی رکھنے کے حکم کا مذاق اڑایا جاتا ہے، علماً کرام کب تک اس ظلم کو برداشت کرتے رہیں گے؟ آج جہاد کو دہشت گردی اور خون ریزی کہہ کر اسلام کے اس مذہبی فریضہ کو ختم کرنے کے لئے کہا جارہا ہے اور مسلم حکمران بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں، کل نماز اور روزے سے روکا جائے گا۔ ہم امریکہ اور مغرب کے کہنے پر جہاد جیسے مذہبی فریضہ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ مغرب کو اسلام سمجھنا ہوگا، ورنہ اسلام

باقی صفحہ 26 پر

ختمِ نبوۃ

اخبارِ ختمِ نبوت

شعائر اسلام کی توہین کرنے پر اردشیر کاؤس جی کے خلاف کارروائی کی جائے، آل پارٹیز کانفرنس کے شرکاء کا مطالبہ

کراچی (نمائندہ) جمعیت جانثاران اسلام کے سرپرست اعلیٰ قاری محمد عثمان کی دعوت پر مقامی ہوٹل میں آل پارٹیز کانفرنس زیر صدارت قاری شیر افضل خان مرکزی رہنما جمعیت علماء اسلام منعقد ہوئی جس میں مقررین نے اردشیر کاؤس جی اور دیگر دانشوروں اور اہل قلم حضرات کی جانب سے پاکستان کی سرزمین پر مسلمان مالکان کے اخبارات میں کھلے عام اسلام، پاکستان، دینی امور اور شعائر اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ کئی سالوں سے اردشیر کاؤس جی ایک انگریزی اخبار (ڈان) میں تجزیہ کے ذیل میں کبھی اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑاتا ہے اور کبھی اسلامی سربراہوں خاص کر تاریخ اسلام کے نامور بادشاہوں کے خلاف بدزبانی کرتا ہے۔ اس نے اذان کے متعلق جو بکواس کی ہے اس کو کوئی مسلمان اپنی زبان پر لانا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ بارہا اس انگریزی اخبار (ڈان) اور دیگر اخبارات کو کہا گیا کہ وہ کاؤس جی کا کالم فوری طور پر بند کریں مگر ان لوگوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جب بھی مسلمانوں کے خلاف غیر مسلم اقلیتوں کی جانب سے کوئی تحریک چلتی ہے اردشیر کاؤس جی اور اس جیسے دیگر دانشور مسلمانوں کے خلاف ان غیر مسلم اقلیتوں کے حق میں راگ الاپنا شروع کر دیتے ہیں۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو کاؤس جی نے اس کو امتیازی قانون قرار دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان ایسا اسلامی ملک ہے جہاں مسلمان کو مسلمان کہلانے کی اجازت نہیں۔ گزشتہ کالم میں بھی ایک مقدمہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کاؤس جی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے قانون کا مذاق اڑایا۔ سب سے زیادہ خطرناک صورتحال اس وقت سے پیدا ہوئی جب کاؤس جی نے "شہری" تنظیم پر غیر مسلموں کو مسلط کر دیا۔ گزشتہ دو سال سے شہری تنظیم نے کراچی کی مساجد کے خلاف ایک سوچی سمجھی مہم شروع کی ہوئی ہے۔ جس نئی مسجد کے تعمیراتی نقشے کی منظوری کے لئے KDA سے رجوع کیا جاتا ہے اور NOC لی جاتی ہے یہ شہری تنظیم فوری طور پر اس میں رکاوٹ ڈالنا شروع کر دیتی ہے۔

طارق روڈ، سولجر بازار اور خود کاؤس جی کے اقرار کے مطابق کراچی کی پچاس سے زائد مساجد غیر قانونی طور پر تیار ہوئی ہیں۔ غیر قانونی اس طرح کہ کاؤس جی اور رولینڈ ڈی سوزا کی ملی بھگت کی وجہ سے KDA نے ان مساجد کی تعمیر کی اجازت نہیں دی تو مسلمانوں نے از خود ان کی تعمیر شروع کر دی۔ بعض جگہ اس کے اشارے پر KDA والے مساجد توڑنے تک کے لئے آگئے، لیکن مسلمانوں کی مزاحمت پر مسئلہ رکا۔ افسوسناک واقعہ یہ ہے کہ افغانستان کا سفارت خانہ اپنے سفارت خانے کی تعمیر کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو کاؤس جی نے اس کے خلاف رکاوٹیں ڈالنی شروع کروا دیں۔ مسلمانوں کے سخت احتجاج پر KDA نے تعمیر کی اجازت دے دی۔ اب اس کافر شخص کی دیدہ دلیری اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ یہ کھلے عام مسلمانوں کا مذاق اڑاتا ہے۔ گزشتہ دنوں اس نے مقامی ہفت روزہ "وجود" کو ایک انٹرویو دیا۔ اس میں اس نے یہ بکواس کی کہ "ملا بانگ دیتا ہے"، "پیسہ کھاتا ہے"، "فٹ پاتھ پر مسجد بناتا ہے۔ ہمیں کیا، جو چاہے کرے"، اور پھر بکواس کی حد کرتے ہوئے پاکستانی قوم کو ایک فحش گالی دی اور کہا کہ چھاپ نہیں سکو گے، اور پھر کہا کہ "چودہ (14) کروڑ پاکستانی عوام "حرامی" ہیں"۔ ایسی صورت میں کیا ہمیں خاموش رہنا چاہئے یا ایسے شخص کی زبان کھینچ لینی چاہئے۔

اس لئے ہم فوری طور پر پاکستانی حکومت سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اسلام، پاکستان اور مسلمانان پاکستان کے خلاف بدزبانی کرنے کے جرم میں اردشیر کاؤس جی کے خلاف فوری کارروائی کی جائے، سرکاری اداروں سے اس کا اثر و نفوذ ختم کیا جائے، اخبارات کو پابند کیا جائے کہ وہ کاؤس جی کی غیر اسلامی تحریرات کو شائع نہ کریں اور کسی بھی تنظیم کو مساجد کی تعمیر روکنے کا مجاز نہیں بنایا جائے۔ ہم حکومت پر واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ کاؤس جی کی زبان بند کرنا کوئی مشکل بات نہیں مگر ہم نہیں چاہتے کہ ہم قانون کو ہاتھ میں لے کر غیر مسلموں کو اعتراض کرنے کا موقع دیں۔ اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ کاؤس جی فوری طور پر پاکستانی قوم سے معافی مانگے ورنہ ہم یہ مطالبہ کرنے پر مجبور ہوں گے کہ پاکستانی قوم کی توہین کرنے پر اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے، اس کی شہریت منسوخ کی جائے اور اس کو فوری طور پر ملک بدر کیا جائے۔ کاؤس جی صاحب! جب پاکستانی قوم اتنی ہی خراب ہے اور اس ملک میں لاقانونیت کا دور دورہ ہے تو پھر آپ اس ملک سے چلے کیوں نہیں جاتے؟ ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر ہم نے خود آپ کے اقدامات کے خلاف رد عمل شروع کیا تو آپ کا اس ملک میں رہنا مشکل ہو جائے گا اور مرزا طاہر کی طرح تم کو بھی اس ملک سے راہ فرار اختیار کرنی پڑے گی۔ بہتری اسی میں ہے کہ فوری طور پر پوری پاکستانی قوم اور تمام مسلمانوں سے معافی مانگ لیں۔ ہم اخبارات سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ آئندہ اردشیر کاؤس جی کے کالم چھاپنا فوری طور پر بند کر دیں ورنہ مسلمان ان اخبارات کا بائیکاٹ کریں گے۔ آل پارٹیز کانفرنس میں ایک قرارداد کے ذریعہ "شہری" تنظیم سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ فوری طور پر اردشیر کاؤس جی اور رولینڈ ڈی سوزا کو شہری تنظیم سے الگ کرے ورنہ تمام جماعتیں اور مسلمان اس تنظیم کا بائیکاٹ کریں گے۔ اسی طرح شہری تنظیم واضح طور پر اعلان کرے کہ آئندہ وہ کسی مسجد کے خلاف KDA میں درخواست نہیں بھیجے گی۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ ہر تین ماہ کے بعد اخبارات میں شائع ہونے والے کالموں کا جائزہ لے کر آل پارٹیز کانفرنس میں پیش کر کے اس سے متعلق لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔

اجلاس میں پاکستان نیوی کی جانب سے ایئرمین ملازمین پر داڑھی نہ رکھنے کی شرط کو لازم قرار دینے کو خلاف اسلام قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ اس شرط کو فوری طور پر واپس لیا جائے۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ فوری طور پر جمعہ کی چھٹی بحال کی جائے، ملک سے سودی نظام کا مکمل

ختم نبوۃ

خاتمہ کیا جائے، ملک میں فوری پر اسلامی نظام نافذ کیا جائے، احتساب کے عمل کو تیزی سے مکمل کیا جائے، قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے، این جی اوز کی خلاف اسلام سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے اور اسلام اور پاکستان دشمن این جی اوز کی سرپرستی کرنے والے وزراء اور حکام کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ شرکاء اجلاس نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ کشمیر، چیچنیا اور فلسطین کی آزادی کی جدوجہد کی بھرپور حمایت جاری رکھی جائے گی۔

مسلمان نئی نسل کے ایمان کی حفاظت کیلئے اسلامی تعلیمات سے آراستہ کرے

کفریہ قوتوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا راستہ روکنا علمأ کرام کا پہلا فریضہ ہے

مفتی نظام الدین شامزئی، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کا وطن واپسی پر علمأ کرام کے نام پیغام

لندن (رپورٹ: مفتی محمد جمیل خان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مفتی نظام الدین شامزئی، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مفتی محمد جمیل خان، حافظ احمد عثمان، مفتی خالد محمود نے سعودی عرب حرمین شریفین کی حاضری کے لئے روانہ ہوتے وقت علمأ کرام سے گفتگو کرتے اور اہل یورپ کے نام ایک پیغام میں کہا کہ آج مسلمانوں کی نئی نسل کو اسلامی عقائد، اسلامی تہذیب، اسلامی تمدن اور اسلامی تشخص سے روکنے کے لئے بنیادی انسانی حقوق اور اقوام متحدہ کے قوانین کا سہارا لے کر کفریہ طاقتیں مکمل سرگرمی کے ساتھ مصروف عمل ہیں۔ ہماری ماؤں، بہن، بیٹیوں کو جبری پردہ، جبری شادی کے نام پر دین سے بےزار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اسلامی تعلیمات پر قدغن لگائی جاری ہے۔ لازمی تعلیم کے نام پر بے حیائی اور عریانی کا درس دیا جارہا ہے اور اب صورت حال اتنی مخدوش ہو گئی ہے کہ ہمارے دینی اجتماعات میں آکر برطانیہ کے وزرأ اور افسران ہمیں بے دینی کا سبق دیتے ہیں جو بہت ہی خطرناک عمل اور اقدام ہے اور اندیشہ ہے کہ ہماری نئی نسل کے دلوں سے ایمان کو نکال دیا جائے، اس لئے علمأ کرام کی بھاری ذمہ داری ہے کہ وہ کفریہ طاقتوں کے عزائم کو محسوس کرکے ان کی ارتدادی سرگرمیوں کا راستہ روکیں۔ اپنے بچوں کے اسلامی عقائد مضبوط کریں اور اپنی تہذیب و تمدن اور اسلامی تشخص اور معاشرت پر فخر کرتے ہوئے اس سے وابستہ رہیں۔ خدانخواستہ اگر نئی نسل گمراہ ہو گئی تو قیامت کے دن والدین اور علمأ کرام عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔ حج کمیٹی کے ارکان حاجی عبدالرزاق خان، اعتماد الحق، حافظ محمد ایوب اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر منظور احمد راجپوت، ارشد رؤف بھی پاکستان واپس روانہ ہو گئے، اس موقع پر انہوں نے سعودی سفارتخانہ سے اظہار تشکر کیا کہ مفتی نظام الدین اور ان کے وفد کے ارکان کو عمرہ کا ویزہ جاری کیا، انہوں نے اپیل کی تمام وزیٹروں کو عمرہ کا ویزہ جاری کرنے کی پالیسی کا اعلان مسلمانوں کے لئے باعث اطمینان ہوگا۔

بقیہ: کانفرنس

اور مغرب کی جنگ دنیا کو تباہی کے کنارے پر پہنچادے گی۔ ہم اس وقت تک مروت کا دامن نہیں چھوڑیں گے جب تک ہمارے دین اور اسلامی احکامات پر حملہ نہ ہو ورنہ مغرب کے خلاف ہمیں اعلان جنگ کرنا ہوگا۔

حافظ عبدالقیوم نعمانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ کو ان لوگوں نے شہید کیا جو قادیانیوں کے آلہ کار بن کر اسلام کی بالادستی، جہاد کی عظمت اور نوجوان نسل میں اسلامی تشخص کی بیداری سے خوفزدہ ہیں کیونکہ اس طرح ان کی قیادت و سیادت خطرہ میں پڑتی ہے۔ ہم نے حکمرانوں پر واضح کردیا کہ اصل قاتل گرفتار نہ ہوئے تو اس سانحہ کا الزام حکومت پر عائد ہوگا۔ قاری خلیل احمد بندھانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ توحید کی امانت ہمارے سینوں میں ہے ہم اس کا برملا اظہار کرتے رہیں گے۔ مفتی اعظم فلسطین شیخ سلیم لیہدی نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہمیں اپنے بنیاد پرست مسلمان اور جہادی تحریک کا داعی اور شہادت کا متمنی ہونے پر فخر ہے اس پر ہم معذرت نہیں کریں گے بلکہ جہاد کے ذریعہ اسلام کے غلبہ کی کوشش جاری رکھیں گے۔

توحید و سنت کانفرنس سے پاکستان سے خواجہ محمد زاہد، مولانا انوارالحق، حاجی محمد ادریس، قاری طیب نقشبندی، قاری عمر خطاب، قاری محمد رفیق نقشبندی، قاری جمیل احمد سکھروالے، سید نصیب علی شاہ، قاری نصیرالدین سواتی، حاجی محمد ادریس، ختم نبوت حج کمیٹی کے ارکان عبدالرزاق خان، حافظ محمد ایوب، منظور احمد راجپوت، اعتماد الحق، ارشد وغیرہ۔ سعودی عرب سے مولانا مفتی عبدالحکیم، مولانا عزیزالرحمٰن، قاری حضرت علی، قاری حفیظ الرحمٰن، حاجی عبداللطیف۔ دبئی سے مفتی عبیدالرحمٰن نے خطاب کیا، جبکہ برطانیہ کے ان علمأ کرام نے خصوصی طور پر شرکت کی۔

رثاء الشیخ یوسف لودیانوی

عزیز الرحمٰن
(استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی)

مَضٰی شَیْخُنَا یُوْسُفٌ وَاَبْکَی الْبَوَاکِیَا
گذر گئے ہمارے شیخ یوسفؒ اور رلا گئے رونے والوں کو
مَضٰی مَنْ هُوَالْمُحْسِنُ وَزَوَّدَنَا هَمًّا
گذر گئے جو ہمارے محسن تھے اور توشہ دے گئے ہمیں غم کا
مَضٰی وَارِثُ اَحْمَدَ ﷺ مُجِیْبًا لِدَاعِی الرَّبِّ
گذر گئے احمد ﷺ کے وارث قبول کرتے ہوئے اپنے رب کے داعی کی پکار کو
مَضٰی اِثْرَ مُخْتَارٍ وَتِلْمِیْذِهٖ سَمِیْعٍ
گذر گئے پیچھے (حبیب اللہ) مختار اور ان کے شاگرد (مفتی) عبدالسمیع کے
تَرَی النَّاسَ فِیْ حُزْنٍ لِفَقْدِ زَعِیْمِهِمْ
تم دیکھو گے لوگوں کو غمگین اپنے قائد کے گم پانے پر
تَاَسّٰی لِدَمْغِ الْقَادِیَانِیِّ مُجَاهِدًا
انھوں نے اقتدا کی (فتنہ) قادیانی کو ختم کرنے میں مجاہدین کر
وَقَدْ فَازَفِی الْجُهْدِ الْاِمَامُ الْمُجَاهِدُ
اور تحقیق کامیاب ہوئے اپنی کوشش میں امام مجاہد
وَجَدْنَاهُ فِی التَّحْرِیْرِ بَحْرًا وَفَارِسًا
پایا ہم نے ان کو تحریر کے (میدان) میں سمندر اور شہسوار
وَاِرْشَادُ عَارِفِیْ وَتَقْوٰی زَکَرِیَّا
اور (ان میں) اصلاح کرنا (ڈاکٹر عبدالحیؒ) عارفی جیسا اور تقویٰ زکریاؒ جیسا تھا
تَقِیٌّ نَقِیٌّ فَاهْتَدٰی لِسَبِیْلِهٖ
ظاہری باطنی پاک تھے پس اپنا راستہ سیدھا پا گئے
بِشَهْرِ الصَّفَرْ اُسْتُشْهِدَالْحِبْرُ عَارِفٌ
ماہ صفر میں شہید ہوئے وہ عالم جو عارف تھے
وَجَاهَدْتَ فِی اللّٰهِ عِصَامًا لِدِیْنِهٖ
اور آپ نے جہاد کیا اللہ کے راستے میں اسکے دین کی حفاظت کیلئے
عَزِیْزٌ یَقُوْلُ الصَّبْرُ اَعْلٰی سَجِیَّةٌ
عزیز کہتا ہے صبر اونچی خصلت ہے

مَضٰی مُرْشِدُ الْعَالَمْ فَیَا اَسَفٰی لِیَا
گذر گئے اصلاح کرنے والے جہان کے پس افسوس ہے میرے لئے
غَرِقْنَا بِبَحْرِ الْغَمْ وَزُرْنَا الدَّوَاهِیَا
ڈوبے ہم غم کے دریا میں اور ملے ہم مصائب سے
اِمَامًا تَقِیًّا مُقْتَدٰی کَانَ عَالِیًا
امام متقی پیشوا بلند صفات والے تھے
فَیَاعَجَبًا اُنْظُرْ کَعِقْدِ اللَّئَالِیَا
پس تعجب ہے دیکھو (شہداء کو) جیسے موتیوں کا ہار ہو
فَمَنْ ذَا نُعَزِّیْهِ وَمَنْ ذَا نُسَلِّیَا
پس ہم کس کو صبر دلائیں اور کس کو تسلی دیں
اِمَامَ الْهُدٰی یُوْسُفٌ بِنَوْرِیْ بَدَالِیَا
ھدایت کے امام یوسف بنوریؒ کی یہ بات میرے سامنے آئی ہے
مَحٰی فِتْنَةَ الْمِرْزَا نَهَارًا لَیَالِیَا
مٹایا انھوں نے مرزا (قادیانی) کا فتنہ دن کو بھی راتوں کو بھی
وَفِیْ صَفِّ مَیْدَانِ الْجِهَادِ الْمُبَارِیَا
اور میدان جہاد کی صف میں سبقت کرنے والا
وَفِیْ مَسْنَدِ الْحَدِیْثِ فَاقَ الْمَعَالِیَا
اور مسند حدیث میں بلندیوں پر چڑھ گئے
سَقٰی قَبْرَهُ الرَّحْمٰنُ سَقْیًا مُوَالِیَا
پلائے ان کی قبر کو رحمٰن پے درپے پلانا
اَجَابَ الْاِلٰهُ مَابِهٖ کَانَ دَاعِیًا
قبول فرمائی اللہ تعالیٰ نے وہ دعائے (شہادت) جو وہ مانگتے رہے
"وَیَا اَیُّهَا الرَّاحِلُ اِلَی اللّٰهِ رَاضِیًا"

۱٤۲۱ھ

اور اے سفر کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف راضی ہو کر
فَصَبْرًا وَرُشْدًا اَعْطِنَا یَااِلٰهَنَا
پس صبر اور ھدایت دیدے ہمیں اے ہمارے معبود

REGD. NO. SS-160

فرما گئے یہ ھادی لانبی بعدی

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

۱۹ ویں سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس

مُسلم کالونی چناب نگر

12/13 اکتوبر 2000ء مطابق ۱۲/۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ بروز جمعرات جمعہ

علماء مشائخ
سیاسی قائدین
دانشوراور وکلاء

خطاب فرمائیں گے

فون	ملتان	کراچی	لاہور	اسلام آباد	راولپنڈی	سرگودھا	گوجرانوالہ	فیصل آباد	چناب نگر	کوئٹہ	ٹنڈو آدم
نمبرز	514122	7780337	5862404	829186	5551675	710474	215663	633522	212611	841995	71613

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت پاکستان مُلتان